مسلسل اشاعت کے پچاس سال

ماہنامہ

الحق

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

598/ رمضان ۱۴۳۶ھ، جون 2015ء

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

سرپرست اعلیٰ: مولانا سمیع الحق

مدیر اعلیٰ: مولانا راشد الحق سمیع

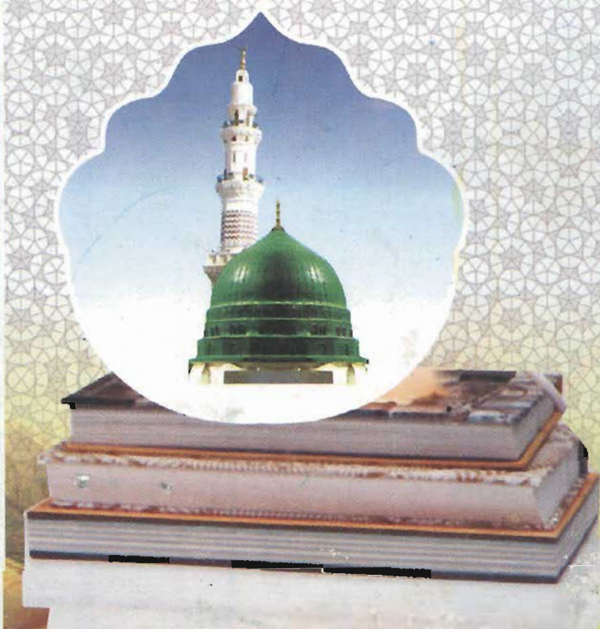

القاسم اکیڈمی کی تازہ ترین سوانحی اور تاریخی پیشکش

مولانا سمیع الحق

مولانا سمیع الحق
کے علم وقلم، ادب وتاریخ، درس وتدریس،
اعلاء کلمۃ الحق، قومی وملی اور سیاسی خدمات،
قادیانیت سمیت تمام فرق باطلہ اور اُمت مسلمہ
کے خلاف عالمی صلیبی اور صیہونی دہشت گردی کا تعاقب،
نفاذِ شریعت کے لیے پارلیمنٹ کے اندر اور باہر
تاریخ ساز جدوجہد، افغان جہاد، اور
تحریکِ طالبان سے لے کر دفاع پاکستان کونسل تک

تذکرہ و سوانح
شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق
جو ایک مردِ مجاہد کی
کہانی ہی نہیں
ایک عہد کی تاریخ ہے
ایک داستانِ سبق آموز ہے

تقریباً
پون صدی
پر مشتمل دلآویز،
سبق آموز داستانِ عزیمت

حیات و خدمات

مولانا عبدالقیوم حقانی

دو ضخیم جلدوں میں منظر عام پر آ گئی ہے، ہدیہ: 900 روپے

القاسم اکیڈمی
جامعہ ابوہریرہ

خالق آباد ○ نوشہرہ ○ کے پی کے ○ پاکستان
رابطہ نمبرز: 0301-3019928
0346-4010613

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا

اے بی سی آڈٹ

ماہنامہ

الحق

جلد نمبر 50

شمارہ نمبر 09

رمضان ۱۴۳۶ھ

جون ۲۰۱۵ء

... کی مصدقہ اشاعت

31-7-15

اکوڑہ خٹک

K-3

مدیر اعلیٰ	نگران	مدیر
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: رمضان المبارک، صبر و برداشت و اخوت کا مہینہ .... مولانا راشد الحق ۲
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات .... مولانا حافظ عرفان الحق ۴
- روزے کی اہمیت وفضیلت .... شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق ۱۷
- جو پاؤں پھیلاتا ہے وہ ہاتھ نہیں پھیلاتا .... مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ ۲۴
- رسم قرآنی اور اختلاف قراءات پر مستشرقین کے اعتراضات .... مولانا سعید الحق جدون ۲۵
- اسلامک بینکنگ: اسلامی سے زیادہ ایک انسانی ضرورت .... محمد الیاس ندوی بھٹکلی ۳۳
- کاروان آخرت (مولانا سید اماںؒ، مولانا محمد فضل الرحیم، مولانا امیر حمزہؒ، مولانا احمد عبدالرحمن صدیقی) ...... مولانا ابوالمعزؒ ۳۸
- سبزیوں کا گلاب بصل (پیاز) .... مولانا عبدالرزاق ۴۹
- دارالعلوم کے شب و روز .... مولانا حامد الحق حقانی ۵۷
- تعارف وتبصرہ کتب .... محمد اسرار ابن مدنی ۶۱

نوٹ: ادارہ کا کالم نگار حضرات کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔

فون نمبر: +92 923 -630435

فیکس نمبر: +92 923 -630922

ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com

فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak

ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا سمیع الحق، مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور

کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم مولانا راشد الحق سمیع

رمضان المبارک

صبر و برداشت و اخوت کا مہینہ

رمضان المبارک کی بابرکت ساعات تیزی سے گزر رہی ہیں، عشرہ مغفرت روزانہ لاکھوں جہنم کے مستحقین کو مغفرت کے پروانے بانٹ رہا ہے، خداوند کے رحمت کے قلزم کی موجوں میں طلاطم وطغیانی اپنے عروج پر ہے، ہر شب خالق ارض وسماء عرش عظیم سے اُتر کر پہلے آسمان پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور ہم جیسے غفلت شعار اور گناہوں میں لتھڑے ہوئے اپنے باغی غلاموں کو بار بار صدائیں دیتے ہیں کہ تم میں سے کون مغفرت کا طلبگار ہے تا کہ اُسے اِسی وقت مغفرت کی خلعتِ فاخرہ پہناؤں۔تم میں سے کون ضرورت مند اور مفلس و مجبور شخص ہے جس کی معمولی سی طلب پر زمین و آسمان کے خزانوں کے دروازے اس پر کھول دوں، اور کون ایسا ہے جس کی گردن میں جہنم کا پٹہ اور زنجیر ڈلی ہوئی ہے اور جس کیلئے جہنم کی بھڑکتی آگ منتظر ہے جو اسے صرف اور صرف ایک چھوٹے سے قطرۂ آنسو سے بجھا جا سکتا ہے۔ ہے کوئی ایسی بینا آنکھ جو کچھ آنسوؤں کا نذرانہ بارگاہِ خداوندی میں پیش کر کے سرخرو ہو۔

الغرض خالق وغفور ذات اپنے بندوں کو بخشوانے کے بہانے ڈھونڈ رہی ہے۔خوش قسمت ہے وہ انسان جنہوں نے ان قیمتی لمحات میں لیل ونہار کی قدر دانی کی۔

رمضان ایک ایسا مبارک مہینہ ہے جس میں نزول قرآن، فرضیت نماز اور خفیہ دعوت اسلام کا سلسلہ شروع ہوا۔ خداوند نے سرکش انسان کو قابو رکھنے اور فکری و روحانی لحاظ سے اس کی ہدایت و رہبری کیلئے بھرپور رہنمائی کی ہے، وہیں جسمانی طور پر تربیت دینے اور اس کے جسم و جاں کی بالیدگی و پاکیزگی کیلئے رمضان المبارک جیسے مقدس مہینے کا انتخاب فرمایا ہے۔ جس میں بے لگام انسان ہر قسم کی آلائشوں، فتنہ انگیزیوں اور بادۂ عصیاں کی سیاہیوں سے کچھ عرصہ کیلئے اپنے ایمان و قلب کے پیراہن کو داغدار ہونے سے بچا لیتا ہے۔خصوصاً وہ زنگ آلودہ دل جو سارا سال گناہوں کی کثرت اور کثافت سے سنگ اسود کے مانند ہو جاتا ہے، اسی رمضان کے بانور مہینے کی برکت سے وہ ایک بار پھر روشن و منور متحرک اور فعال و تاباں ہو جاتا ہے۔

عصر حاضر کی مادیت پرست تہذیب نے انسان سے یہ تک بھلا دیا ہے کہ اس کی تخلیق کا اصل مقصد کیا تھا؟ اور و ما خلقت الانسان و الجن الا لیعبدون کا پیغام الٰہی فراموش کیا اور اس سے معلوم نہیں کہ اس کا مقصد حیات کیا ہے؟ کیا وہ صرف خواہشاتِ نفسانی اور ہوس کا پتلا ہے؟ اور کیا اس کا مقصد صرف پیٹ کی پوجا اور مادیت کا حصول ہے؟ اسی فطرتِ انسانی کی خامی کے پیش نظر خداوند نے رمضان المبارک کو ایک سپیڈ بریکر، ایک رکاوٹ اور ایک تنبیہ کے طور پر امت مسلمہ کیلئے مقرر کیا کہ اے غافل انسان! ذرا سنبھل جا۔ کچھ تو میری جانب بھی مائل ہو، تیری نظر تو دنیا کی عارضی چکاچوند کی طرف ہی ہوگئی ہے۔ آخرت اور روزِ جزاء اور اپنی اصل منزل کی طرف بھی کچھ خیال اور سامان کر۔ خوش قسمت ہیں وہ انسان جو خدا کی اس دی ہوئی نعمت کی کچھ نہ کچھ قدر اس مبارک مہینے میں کر لیتے ہیں اور اپنی عاقبت سنوارنے کیلئے کچھ سامان کر لیتے ہیں اور اپنی راتوں کو رب کی رضا کی خاطر جاگ کر گزارتے ہیں یعنی قیام اللیل کرتے ہیں اور اپنے دنوں کو روزے کی عظیم نعمت سے سرفراز کرتے ہیں لہولعب، حرام اور گناہ سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔ یقیناً یہ وہ خوش قسمت انسان ہیں جنہیں توبہ واستغفار اور اپنے رب سے کٹے ہوئے رابطے کو دوبارہ بحال کرانے کیلئے کچھ نہ کچھ وقت مل جاتا ہے اور پھر یہ مومنوں کا گروہ رمضان کے آخر میں گناہوں سے لتھڑے ہوئے پیراہن کو جھاڑتے ہوئے خدا کی مکمل رضا اور انعام کے حقدار ٹھہرتے ہیں یقیناً انہی لوگوں کیلئے جنت کی بشارتیں اور اس کی ابدی نعمتیں منتظر اور چشم براہ ہیں۔

اللہ کے فضل کرم سے اس مبارک مہینے کا دوسرا عشرہ مکمل ہونے کو ہے۔ رحمتوں کا سائباں نیکوکاروں اور گناہ گاروں پہ ہر لحہ سایہ فگن ہو رہا ہے۔ بڑے بڑے گناہگاروں کیلئے مغفرت اور عذاب جہنم سے بخشش کی بشارتیں ہر لحہ ہو رہی ہیں۔ الغرض گناہ گاروں کی اصلاح کیلئے باب توبہ پہلے سے زیادہ فراغ ہو گیا ہے۔ اب یہ ہمارے ظرف پر منحصر ہے کہ ہم کتنی زیادہ مقدار میں عبادت اللہ کی رضا و ثواب اس میں جمع کرتے ہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ مسلمان جو آگے بڑھ کر اِن مقدس لیل و نہار کے ایک ایک لحہ کی بھرپور قدر کریں۔ الحمدللہ امت مسلمہ اور خصوصاً اہل پاکستان اس شدید ترین گرمی اور اس پر لوڈشیڈنگ کے وبال کی موجودگی میں پھر مادیت اور لادینیت کے دور میں روزے رکھنا یقیناً ایمان کے اعلیٰ مدارج پر فائز ہونے کے مترادف ہے۔ خداوند سے ہماری بھی یہی دعا ہے کہ وہ اس ماہِ مقدس کے جتنے بھی حقیقی تقاضے ہیں ہمیں انہیں پورا کرنے کی پوری پوری ہمت و توفیق بخشے اور اسی رمضان کے وسیلے سے امت مسلمہ اور خصوصاً پاکستان کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو ساحل نجات تک بخیر و عافیت پہنچائے۔ امین

(قسط ۳۹) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

(۷۰ء کی ڈائری)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب' اہل محلہ و گردو پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ' تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی تجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں ...... (مرتب)

ملک کی اکثریت اہل سنت کے معتقدات اور دینی تقاضوں کو مدنظر رکھ کر نصاب بنائے

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے اسلامی نصاب کیلئے مرکزی حکومت کی تشکیل کردہ کمیٹی کے سلسلہ میں مرکزی وزیر تعلیم کو حسب ذیل ٹیلی گرام دیا ہے، اور ملک کے تمام سنجیدہ افراد سے اس مسئلہ میں آئینی قدم اٹھانے کی اپیل کی ہے۔

"تعلیمی پالیسی پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے عرض ہے، کہ نئی تعلیم کے اداروں میں اسلامیات کے نصاب کیلئے مجوزہ کمیٹی میں ملک کی اکثریت (MAJORITY) کے جذبات و معتقدات کا لحاظ رکھتے ہوئے اہل سنت کے ماہر علماء اور مدارس عربیہ سے تعلق رکھنے والے مستند حضرات کو لیا جائے ورنہ عام مسلمانوں کیلئے ایسا نصاب قابل قبول نہ ہوگا، جس میں دینی تقاضوں کی پوری رعایت نہ برتی گئی ہو"

---

* مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت والدؒ ماجد کا سفر کراچی جامعہ قاسمیہ کے اجتماع میں شرکت

یکم مئی ۱۹۷۰ء کو آپ قاری محمد آصف صاحب قاسمی کی دعوت پر جامعہ قاسمیہ کراچی کے اجتماع میں شرکت کرنے کراچی گئے ۔اور ۲۔۳ مئی کو بعد از نماز عشاء مدرسہ کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔

احساس ذمہ داری وامانت کے موضوع پر شیخ الحدیثؒ کا خطاب

حضرت شیخ الحدیث والد ماجد مدظلہ نے ۲ ربیع الاول ۹ مئی کو بعد از نماز عشاء انجمن تعلیم الاسلام کے زیر اہتمام سہ روزہ سیرت کانفرنس اسلام کی افتتاحی نشت میں شرکت فرمائی اس نشت کی صدارت مرکزی وزیر اطلاعات وقومی امور نوابزادہ جنرل شیر علی خان صاحب نے فرمائی حاضرین کی اکثریت مرکزی حکومت کے ملازمین پر مشتمل تھی ،حضرت شیخ الحدیثؒ نے خطاب بھی فرمایا ،موضوع کی مناسبت سے تقریر کا زیادہ تعلق احساس امانت اور ذمہ داری کی ادائیگی سے رہا۔

۹ مئی بعد از نماز عشاء اسلام آباد کی انجمن تعلیم الاسلام کے زیر اہتمام جلسہ سیرت میں تقریر فرمائی۔

حضرت والد ماجد کا تیسرا سفر بنگال اور مصروفیات

۱۶ مئی ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ حضرت والد ماجد شیخ الحدیث صاحب مدظلہ ڈھاکہ کی سیرت کمیٹی کی دعوت پر ڈھاکہ تشریف لے گئے احقر کے علاوہ مولانا سعید الرحمٰن صاحب صاحبزادۂ مولانا عبد الرحمٰن کاملپوری مرحوم بھی آپ کے ساتھ تھے ،۱۷ مئی بعد از نماز مغرب ڈھاکہ کی وسیع اور شاندار جامع مسجد بیت المکرم میں جلسہ سیرت سے سیرت کے موضوع پر خطاب فرمایا اس دن ڈھاکہ کے نواح میں مدینہ چاترا باڑی میں درس دیا یہ مدرسہ ابھی چند ماہ قبل حضرت مولانا درخواستی مدظلہ کے بابرکت ہاتھوں سے قائم ہوا اور اساتذہ واراکین کی مخلصانہ کوششوں سے بہت جلد ترقی کر گیا ہے۔دوسرے دن بروز پیر آپ میمن سنگھ تشریف لے گئے ،مقامی علماء ومعززین دارالعلوم میمن سنگھ کے اساتذہ طلبہ چشم براہ تھے ،نماز عصر سے قبل دارالعلوم میمن سنگھ میں طلبہ کی خواہش پر مدرسہ میں فضیلت علم کے موضوع پر درس دیا اور بعد از نماز عصر شہر کے سب سے بڑی مسجد میں سیرت مطہرہ پر خطاب فرمایا،ڈھاکہ میں مولانا انیس اللہ صاحب ،خواجہ عبدالرحمٰن صاحب ،جناب مصطفیٰ حسن فردوسی صاحب ،جناب مجتبیٰ صاحب ، جناب احسان کبیر صاحب وغیرہ حضرات کی خواہش پر ان کی دولت کدوں پر بھی مختصر قیام کیا اور بعض مقامات

پر مخصوص اور منتخب مجالس میں بھی سیرت مطہرہ پر گفتگو رہی ،مولانا محی الدین خان صاحب ایڈیٹر مدینہ، و نیا زمانہ اول تا آخر میزبانی میں پیش پیش رہے، بروز منگل ۱۹ مئی اکوڑہ خٹک مراجعت ہوئی۔

بنگلہ دیش کے سفر سے متعلقہ تأثرات

ربیع الاوّل کے دوسرے ہفتہ میں ڈھاکہ کی مقامی سیرت کمیٹی کی دعوت پر حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی معیت میں راقم الحروف اور محترم قاری سعید الرحمٰن صاحب کو ڈھاکہ جانا پڑا، بعض عوارض کی وجہ سے قیام دو ہی دن رہا ایک دن ڈھاکہ اور دوسرے دن میمن سنگھ جانا پڑا تیسرے دن واپسی ہوئی ،اتنے مختصر وقت میں جو دو ایک جلسوں ہی میں گذرا ،مشرقی پاکستان کے تازہ حالات کے بارہ میں کوئی رائے قائم کرلینا مشکل سی بات ہے، تاہم یہ بات سرسری جائزہ سے بھی واضح ہوجاتی ہے، کہ مشرقی پاکستان میں خطرات اور اسکے بیرونی اور اندرونی محرکات یہاں کے بہ نسبت اگرچہ زیادہ ہیں لیکن پھر بھی وہاں کے لادینی عناصر بالخصوص سوشلزم کی قوت کے بارہ میں عموماً جو تأثر قائم کیا جار ہے، وہ مبالغہ پر مبنی ہے، اور کچھ خاص سیاسی مقاصد اس کے بارہ میں کارفرما رہتے ہیں، بحمداللہ وہاں کے عوام کی اکثریت مخلص اور دیندار ہے، بلاشبہ علاقائیت، خودمختاری، بنگلہ قومیت کے ساتھ ساتھ طبقاتی منافرت اور سوشلزم کی تحریک بھی بڑے زور وشور سے اٹھائی گئی ہے، مگر دینی طبقوں اور علمائے کرام کی انفرادی اور جماعتی کوششوں اور سب سے بڑھ کر عوام کی شدید معاشی بدحالی کے باوجود دینی شعور کی پختگی اور ایمان کی صلابت نے ان عناصر کے حوصلے کافی حد تک پست کردئیے ہیں، اور اب وہ بھی انتخابی مہم میں قرآن وسنت اور خلافت راشدہ کا نام لینے لگے ہیں ،جو سوشلزم اور بنگلہ قومیت کیلئے سردھڑ کی بازی لگانے کا اعلان کئے پھرتے تھے ،سوشلسٹ ذہنیت کئی دھڑوں میں بٹ گئی ہے، بھاشانی گروپ تین حصوں میں تقسیم ہوگیا ہے، اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ احساس شکست اور حالات ناسازگار ہوجانے کے تصور نے ان عناصر کو مایوسی کی عالم میں دہشت پسندی سے کام لینے پر مجبور کردیا ہے، موجودہ گھیراؤ، ہڑتال اور بموں کے واقعات سے اس کی تائید ہوتی ہے، تاہم ایسے لوگ اتنا جلد ہار ماننے والے نہیں ،اور خطرہ اس وقت تک موجود رہے گا ،جب تک وہاں کے معاشی مسائل (جو بہت گمبھیر اور واقعی توجہ طلب ہیں) کا حل صحیح اور مکمل اسلامی کے ذریعہ نہ نکالا جائے،

سقوط بیت المقدس کا دن یا عالم اسلام کے ماتم وشیون کا دن

متاع گم گشتہ تمہیں پکار رہی ہے

آج ۵ جون ہے، سقوط بیت المقدس کا دن آج یوم غربت اسلام ہے، قبۃ الصخرۃ کے رونے اور جامع عمرؓ کے ماتم کا دن ،مسلمانوں کی آبرولٹ جانے اور اپنی زبوں حالی پر آہ وبکا کا دن ،مگر ہم مسلمان ہیں ، ماتم وشیون ہمارا شیوہ نہیں، یاس وقنوط ہمارے نزدیک کفر ہے،آیئے آج ہم عہد کریں کہ بیت المقدس میں فتح کا علم لہراکے دم لیں گے مایوسی کی فضاء اور غفلت وجمود کے اس کہر کو ہم جہاد کی حرارت سے پگھلا کے چھوڑیں گے،کفرو استبداد کے قلعہء اتحاد اور گٹھ جوڑ کو ہم اللہ اکبر کے نعروں سے پاش پاش کردیں گے یہی اس مسئلہ کا حل ہے،قراردادایجنڈے کانفرنس اور تقریریں کسی کی عظمت رفتہ کو کبھی بھی واپس نہ کرسکیں،قبلہ اول ہماری عصمت وآبرو ہے،اور عصمت و ناموس لٹانے والی قوم کبھی بھی شوکت وسطوت اور شاد مانی کا دن نہیں مناتی ،تمہاری یہ متاع گم گشتہ آج تمہیں آواز دے رہی ہے، مسجد اقصیٰ کے منبر ومحراب تمہیں پکار رہے ہیں، جامع عمر کی دریچوں میں فاروق اعظم کی روح مضطرب ہے،وہ دیکھو صلاح الدین ایوبی ہماری حمیت اور غیرت کا ماتم کررہے ہیں وہ دیکھو صلیبی طاقتیں ایک بار پھر مغربی سامراج کے لباس میں متحد ہوکر ہماری ذلت اور پستی کا مذاق اڑارہی ہے، وہ دیکھو ذلیل وخوار ریجی نالڈ کی روح ایک بار پھر ہماری غیرت کو للکار رہی ہے،آیئے ہم اپنے رب سے عہد کریں کہ ہم اگلے سال ۵ جون کو شوکت اسلام کا دن منائیں گے،اور یہ مسرت وشادمانی بیت المقدس کی بازیابی بیت المقدس کی بازیابی ہی سے ہمیں نصیب ہوسکے گی، لاتھنوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ا ن کنتم مؤمنین واللّٰہ یقول الحق ویھدی السبیل ۔

افغانستان آزادخیالی اور بربادی کی لپیٹ میں

دیگر اسلامی ممالک کی طرح افغانستان بھی خارجی اثرات کی وجہ سے بے حیائی ، بے پردگی اور آزاد خیالی کی لپیٹ میں ہے،شہروں میں تو جبرا بے پردگی پھیلانے کی خبریں آرہی ہیں،اوراب غیر مصدقہ اطلاع ہے، کہ وہاں کے علمائے کرام اپنی دینی مسئولیت اور جذبہ اعلاء حق وانکار منکر کی بناء پر اس برائی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں،اور بہت سے اسلاف کی سنت کے مطابق ظلم وستم کا نشانہ بھی بن رہے ہیں، برائی اور بھلائی کی آویزش ہماری تاریخ کا مسلسل اور مربوط باب ہے،مگر افسوس کہ کچھ تو وہاں کے شخصی نظام مملکت کی

گرفت اور کچھ علماء کی سرد مہری اور سیاسی شعور اور احساس فریضہ کی کمی کی وجہ سے اب تک منکرات کا اتنا مقابلہ نہیں ہوسکا جتنا چاہیئے تھا، ورنہ اس ملک میں بے حیائی کی ترویج اور روسی اثر ونفوذ کی نوبت یہاں تک نہ پہنچتی جہاں ایک تصویر ہی امان اللہ خان جیسے مقبول بادشاہ کی معزولی کا سبب بنی تھی۔

آج افغانستان کی نوجوان پود ایک طرف مغرب کی سحر طرازیوں اور مادیت کی زد میں ہے، دوسری طرف روسی دہریت والحاد کا عفریت اسے ہڑپ کرنا چاہتا ہے، ان خرابیوں کی اصلاح کے لئے جہاں علمائے کرام کو منظم اور بھرپور جدوجہد کی ضرورت ہے، وہاں ملک کے برسر اقتدار باوقار اور معزز گھرانے کو اپنے دیندار اور غیرت مند اور حساس مسلمانوں کی دینی تمدنی روایات اور سنہری تہذیب کو بچانے کی فکر کرنی چاہئے، ترقی کے نام سے جو راستہ مسلمان ممالک اور اقوام اپنا رہے ہیں، اس کا انجام بہرحال تباہی اور بربادی ہے، جو ملک وقوم کے حق میں بہتر ہے، نہ حکمران خاندان کے حق میں۔

شیخ الحدیثؒ کی آنکھ کا آپریشن

۲۲ر جون: شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ جو مدت سے ذیابیطس (شوگر) اور دیگر عوارض کے مریض ہیں، کچھ عرصہ سے شوگر کا اثر بینائی پر پڑ رہا ہے، اور آنکھ کالے پانی سے کافی متاثر ہوچکی ہے ۲۳ جون کو لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں داخل ہوئے، ڈاکٹروں کا مشورہ آپریشن کا تھا لہذا ۱۰ جولائی کو آپریشن کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر ناصر الدین اعظم اور ڈاکٹر محمد نواز اور انکے معاون ڈاکٹروں نے اخلاص وعقیدت کیساتھ علاج میں دلچسپی لی اور ۳۰ جولائی کو آپ کو گھر لایا گیا۔

الیکشن ۱۹۷۰ء اور قومی اسمبلی کا انتخاب

جون: والد ماجد بسلسلہ علاج آپریشن آنکھ کے لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں تھے کہ مختلف طبقات کے لوگوں بالخصوص جمعیۃ العلماء اسلام کے اکابر مولانا عبداللہ درخواستی، مولانا مفتی محمود مولانا غلام غوث ہزاروی وغیرہ نے مولانا پر الیکشن کے لئے کھڑے ہونے کے لئے اصرار شروع کیا، بار بار ہسپتال میں گھر پر وفود کی شکل میں آئے' بنگال سے حضرت مولانا اطہر علی وغیرہ نے بھی اصرار کیا کہ آئین ساز اسمبلی میں اس شخصیت کا ہونا دین کے لئے مفید اور ضروری ہے مولانا کی ذات پر مختلف علماء بھی ایک حد تک جمع ہوسکتے ہیں مگر حضرت شیخ الحدیث نہایت سختی سے انکار کرتے رہے اور بعد میں ایک تقریر میں یہ فرمایا کہ جس شخص نے چیونٹی سے بوجہ طبعی حیاء کے باعث مقابلہ نہ کیا ہو وہ اس دنگل میں کیسے کود سکتا ہے، ایک موقع پر فرمایا کہ مجھے ان ہنگاموں سے بڑی وحشت ہے، انسان تو کیا کسی چیونٹی سے محاذ

آرائی مجھے اچھی نہیں لگتی، پھر انتخابات کے ہنگامے میں ایک دوسروں کی تحقیر و تذلیل، یا سب وشتم، مبالغہ آمیز دعوے اور وعدے مَیں ایسے میدان میں کیسے کود سکتا ہوں۔ مگر بعد میں شرح صدر ہوا اور حضرت کا انکار اور جماعت کا اصرار اس شرط پر انہیں آمادہ ہونا پڑا کہ نہ کسی سے خود ووٹ کا مطالبہ کروں گا نہ انتخابی ہنگاموں میں شرکت نہ مخالف کے سب وشتم کا جواب دیا جائے گا، انتخابات میں ہر امیدوار اپنی اہلیت اور استحقاق کے دعوے کرتا ہے، یہ شرعاً ناجائز اور مذموم ہے میں اپنی نااہلی کے باوجود دعوے کیسے کروں گا؟ اور خود فرمایا تقریر میں کہ اللہ اگر پوچھے کہ اے عبدالحق تجھے میرے دین کے لئے اسمبلی میں آواز اٹھانے کا موقع مل گیا تم اتنا بھی نہ کرسکتے کہ میرے دین کی آواز بلند کرتے۔

حضرت مولانا عبدالحق کی انتخابات میں شرکت کی آمادگی کے محرکات

اس کارزار جنگ و جدال میں حضرت شیخ الحدیث کی شرکت پر آمادگی کے اصل محرکات پر روشنی ان مندرجہ ذیل اقتباسات سے بھی پڑتی ہے جو آپ نے انتخابی اجتماعات میں الیکشن سے قبل تقاریر میں کیئے۔ آپ نے فرمایا مجھے تین چار ماہ قلق اور اضطراب رہا میری طبعی کمزوری ہے حیاء کی وجہ سے لیکن بالآخر شرح صدر ہوا کہ اگر اس راہ میں موت آئی تو مصر کی بڑھیا کی طرح خود کو خریداران یوسف میں پیش کرسکوں گا کہ چلیں اس بڑھاپے میں کچھ خریداروں میں نام آجائے شاید اسلام کے لئے گالی گلوچ اور تحقیر و توہین میرے لئے نجات کا باعث ہو۔

ایک اور موقع پر فرمایا کہ طویل غور وخوض کے بعد مجھے خیال آیا کہ واقعی اسمبلی میں جا کر دین کے حق میں کم از کم آواز تو اٹھا سکوں، یہ بھی نہ ہوسکے تو کسی کی تائید میں تو ہاتھ کھڑا کرسکوں، اور اتنا کرسکنے کے باوجود بھی اس پر خطر میدان میں شرکت سے محض اپنی عافیت اور سلامتی کے خیال سے گریز کروں اور اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن باز پرس فرمائے تو کیا منہ دکھاؤں گا۔؟

ایک اور تقریب میں فرمایا کہ صرف جزوی باتوں پر عمل کرنا اسلام نہیں بلکہ پورے نظام حیات میں نافذ کرانا اسلام ہے، قرآن وسنت کے نفاذ کی جدوجہد میں جتنی کچھ بھی کامیابی ہوگی تو اس کا اجر جدوجہد کرنے والے کو بھی ملے گا، فرمایا: خدا کی قسم! ہمارا مقصد کرسی ہے نہ کوئی اور چیز۔ حکومت یہ لوگ چلائیں مگر طرز حکومت میں علماء سے رہنمائی لینی چاہیے۔ علماء صرف راستہ بتلاتے ہیں، ملک صرف اور صرف اسلام کے لئے تقسیم ہوا، اور یہ سیکولرازم اور سوشلزم کے خلاف فیصلہ کن آواز تھی، اب اگر مذہب کی بات بیچ سے نکالی جائے تو تقسیم کا کوئی جواز نہیں رہ سکتا۔

الیکشن کمپین اور مخیر حضرات کا تعاون

وسائل نہایت محدود ذرائع کی کمی تھی مگر علماء طلباء آئمہ مساجد اور دیندار لوگوں نے دیوانہ وار کام کیا۔ لوگوں نے ازخود وسائل فراہم کئے مولانا سلطان محمود ناظم دارالعلوم حقانیہ، کی یادداشت کی ڈائری میں ان مخیر حضرات کے نام مرقوم ہیں جنہوں نے الیکشن کمپین کے لئے چندہ فراہم کیا۔ ان مخلص معاونین کے تعاون سے جو مقدار میسر ہوسکی اس کا کل میزان ۷۷۵۵ روپے ہے۔

مولانا خود انتخابی جلسے میں بہت کم آتے اور فرمایا کرتے مجھے حیا آتی ہے کہ خود کو اہل ثابت کرتا پھروں، جمعیت علماء اسلام نوشہرہ کی کانفرنس میں لوگوں نے نامزد ممبر قومی اسمبلی کے نعرے لگائے تو مولانا شیر علی شاہ کو روک کر ناگواری ظاہر کی آخر تک انتخاب میں اس نام سے جھجک رہے تھے آخر میں ملحقہ علاقہ خوڑہ، رشکئی، خویشگی ،نوشہرہ کلاں ،خاص کر پی ،ڈاک اسماعیل خیل ،اضاخیل ،پیر پیائی سے سرسری گزرے تاکہ لوگ زیارت کرسکیں۔

شیخ الحدیث کا الیکشن میں بڑے بت کو گرانا

مولانا شمس الحق افغانی نے فرمایا کہ مولانا کی خدمات دارالعلوم اور ساری خدمات ایک طرف مگر الیکشن میں دہریت اور کیمونزم کے بڑے بت کو گرانا ایک طرف یہ سب پر بھاری خدمت ہے فرمایا کہ مولانا کی شکست ایک دارالعلوم یا تمام علماء کی شکست نہ تھی بلکہ عالم اسلام کی شکست ہوتی، جنات کے بارے میں کئی روایتیں پہونچیں کہ انہوں نے الیکشن میں حصہ لیا، آدم زئی کے مولانا امیر خان فاضل حقانیہ کے ایک آسیب زدہ شخص کے ذریعے کامیابی کے بعد پیغام آیا کہ خطبہ جمعہ میں جنات کا بھی شکریہ ادا کیا جائے، عجیب کرامات کا ظہور ہوتا رہا، شدید مخالفین کے ہاتھ بسا اوقات مولانا کے نشان پر مہر لگانے پر مجبور ہوگئے ،جن میں سب سے بڑے حریف امیدوار کی صاحبزادی بھی شامل تھے جو مہر لگا کر صدمے سے بے ہوش ہوگئیں۔ کئی واقعات ایسے سامنے آئے۔

ان انتخابات کے سلسلہ میں ناچیز کے کئے گئے تحریروں کے کچھ اقتباسات

انتخابات میں ووٹ کا صحیح استعمال نازک تر امانت

۲۳ سال کا عرصہ بہت بڑی مہلت جو خداوند کریم نے ہمیں دیا مگر ہم نے کیا کیا؟ ہم نے خود ہی ظالم کو ظلم کا موقع دیا اور اپنے ہاتھوں شریعت محمدیہ آئین اسلامی کے اجراء اور نفاذ کی امیدوں کا ایک ایک چراغ بجھانا چاہا، جس کی سزا ہمیں بہت مل چکی ہے، اب قدرت نے ہماری بے سروسامانی پر

رحم کھا کر اگلے انتخابات کی شکل ہمیں ایک بار پھر موقع عطا کر دیا ہے، کہ ہم ملک وقوم کی تقدیر کا فیصلہ دیں، یہ صرف عام انتخابات نہیں ہیں بلکہ اسلام اور شریعتِ غراء کی اطاعت یا پھر اس سے بغاوت پر دستخط اللہ کے رجسٹر میں یوم الحساب میں نجات اور ہلاکت کے فیصلے ان دستخطوں کے سامنے رکھ کر کئے جائیں گے، اگر ۲۳ سال کی طویل وعریض مدت کا تجربہ بھی ہمیں کھرے کھوٹے کی تمیز نہیں کرا سکا، ہم اس دفعہ بھی علاقائی گروہی، خاندانی یا نظریاتی الجھنوں میں پھنسے رہے اور مادی اغراض ومقاصد طمع و لالچ، خوف اور خطرہ، پارٹی اور جماعتوں کی دلدل نے ہمیں جادہ حق میں سامراج کے حق میں، ظلم واستحصال کے حق میں، مثبت یا منفی نتائج کا حامل بن سکتا ہے، آیئے ہم سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں اور ووٹ کی اس امانت کو اس کے صحیح موقع اور محل میں استعمال کریں، جس سے نازک تر امانت موجودہ دور میں کوئی نہیں اور جس پر پوری ملک وملت کیلئے آئین سازی کا دارومدار ہے۔

O

اسلامی آئین کے مقصد عزیز کے لئے علماء حق

اسلام آئین کے مقصد عزیز کی خاطر ملک کے ہر خطہ سے ممتاز جید، خدا ترس اکابر وقت بزرگ اور مشائخ اپنی عزت وآبرو وسائل واسباب کی فکر سے بے نیاز ہو کر الیکشن کے خاردار اور پرخطر وادی میں کود پڑے ہیں، اب قوم کے لئے کوئی حیل وحجت اور عذر و بہانہ نہیں رہے گا۔ علماء حق وہ سیاست کے شعبدہ بازیوں میں پھنس کر قدرت کے اس سنہری موقع کو ضائع کرتے یا پھر سنبھل کر قرآن وسنت کو عملاً نافذ کرانے کے لئے علماء حق کی اکثریت کو اسمبلی میں پہنچائے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی عظیم اکثریت سے کامیابی

حالات جیسے بھی پیش آئے اور مقابلہ بیک وقت کئی محاذوں پر جتنا بھی شدید ہوا، مگر اسباب ووسائل کی کمی کے باوجود خداوند قدوس نے اپنے دین کی لاج رکھ لی، اور بحمد اللہ عزوجل کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ عظیم اکثریت سے کامیاب ہوئے، اس سلسلہ میں مقابلہ جتنا نازک تر ہوتا جارہا تھا، حلقہ انتخاب کے غیور مسلمانوں کی اکثریت کا جذبہء مومنانہ، اخلاص ومحبت اور ہر قسم مادی تعلقات کی قربانی اور ایثار بھی اتنا ہی بڑھتا جارہا تھا جو یقیناً بارگاہ ایزدی سے صد ہزار تبریک وتحسین کا مستحق بنے گا، انہوں نے جو کچھ بھی کیا محض اللہ کی رضا کے لئے اور نہ صرف اسی حلقہ میں بلکہ شمال مغربی سرحدی علاقہ کے اکثر غیور اور دیندار مسلمانوں نے اسی جذبہ سے ہر تحریک ہر نظریہ اور ہر دلفریب نعرہ کو

ٹھکرایا اور علمائے حق کی آواز پر لبیک کہہ کر پورے پاکستان کے مسلمانوں کی لاج رکھ لی۔

آئین ساز کمیٹی کے ارکان کے لئے لازمی شرائط اور تقاضے

۱۔ ضروری ہے کہ آئینی کمیٹی کے تمام افراد اسلامی آئین کو موجودہ تقاضوں اور نئے مسائل کی روشنی میں مدون کرنے کی ہر طرح اہلیت رکھتے ہوں اور انہیں اسلامی آئین کی جامعیت' اعتدال اور سراپا عدل وانصاف ہونے کا پختہ یقین ہو۔

۲۔ اگر ایک طرف وہ عصر حاضر کے مسائل اور جدید علوم ونظریات پر نظر رکھتے ہوں تو دوسری طرف استدلال اور تشریح وتعبیر کی اسلامی حدوداور نزاکتوں سے بھی آگاہ ہوں۔

۳۔ قرآن وسنت اور اسلامی قانون (فقہ اسلامی) پر انہیں نہ صرف مطالعاتی بلکہ تحصیلی دسترس ہو،

۴۔ عصر حاضر کی عملی اور علمی مشکلات کے حل کے لئے وہ دینی بصیرت، فراست ایمانی، سلامت فکر، دینی پختگی، ملی غیرت، خداترسی، تقویٰ اور جذبہ خیر خواہی وحق کوشی جیسی صفات سے مالا مال ہوں۔

۵۔ ان کا کوئی فیصلہ تعصب، تحزب، عناد، جہل خود غرضی اور خواہشات نفسانی پر مبنی نہ ہو بلکہ اپنے تمام فیصلوں کے لئے اللہ رسول صحابہ تابعین، ائمہ فقہ اور تعامل سلف میں سے کوئی قومی بنیاد اور سند موجود ہو

۶۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ مغربی افکار ونظریات اور نئے ازموں سے ان کا ذہن مرعوب نہ ہوتا کہ نہ تو وہ اسلام میں تحریف وترمیم کی جرات کر سکیں، اور نہ وہ اسلام کو ماڈرن بنانے اروخود بدلنے کی بجائے قرآن بدلنے کے جذبہ سے کام کریں۔

۷۔ ایک اہم بات یہ کہ ایسے لوگوں کو پاکستان کے نظریاتی پس منظر کا صرف احساس ہو بلکہ انہیں اسلام اور لا الہ الا اللہ کے نام پر مسلمانوں کی ان بے مثال قربانیوں سے جذباتی تعلق ہو جو پاکستان کی تشکیل وتعمیر کے نام پر دی گئیں، اگر ایسے افراد پاکستان کو کسی سماجی یا معاشی اور جغرافیائی مسئلے کا پیداوار سمجھتے ہوں تو وہ ہرگز کوئی

مفید آئین نہیں دے سکیں گے۔

۸۔ آخری بات یہ کہ تمام ارکان کو اس نازک ترین کام کے تقدس اور عظمت کا نہ صرف لحاظ ہو بلکہ ملک کی صحیح تعمیر اور قوم کی نیا پار لگانے کیلئے وہ اپنے اندر دیوانہ وار جذبہ، لگن، عشق اور جوش عمل بھی رکھتے ہوں۔

دینی مدارس کے ضعف وتنزل کے اسباب کی نشاندہی اور اصلاح پر سوالیہ نشان

اگر بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو ہمارے تمام تعلیمی، دعوتی اور تبلیغی کام ضعف واضمحلال کی طرف جارہے ہیں، ان سب چیزوں پر کسی ایک فرصت میں نہ تو بحث کی جاسکتی ہے اور نہ ایک کم سواد کی تنگی داماں اس کی متحمل ہوسکتی ہے، افادیت، اہمیت اور امت پر پچھلی چند صدیوں میں نہایت گہرے اور دور رس اثرات چھوڑنے کے لحاظ سے خالص اللہ کے توکل پر چلنے والے دینی مدارس پہلے نمبر پر آتے ہیں۔

اس لحاظ سے اس کی موجودہ حالت کیا ہے' اس سلسلہ میں معزز معاصر البلاغ کراچی نے تازہ اداریہ میں اپنے نگارشات قلمبند کرتے ہوئے بجا طور پر بڑے اہم سوالات اٹھاتے ہیں چونکہ الحق کا تعلق بھی ایک دینی مدرسہ سے ہے اور ان تاثرات کو ہم اپنے دل کی ترجمانی سمجھتے ہیں' اس لئے اپنے حلقہ قارئین کے اصحاب فکر وبصیرت (خواہ ان کا تعلق قدیم سے ہے یا جدید سے) اور خاص طور سے ارباب مدارس عربیہ کی توجہ بھی ان سوالات کی طرف مبذول کراتے ہوئے ایک اہم دینی ضرورت پر اظہار خیال کی دعوت دیتے ہیں:

۱۔ ایک عام تاثر یہ ہے کہ ہماری موجودہ دینی درسگاہوں سے موثر علمی ودینی شخصیتوں کی تیاری تقریباً بند ہورہی ہے' جناب کی نظر میں اس کے اسباب کیا ہیں؟

۲۔ موجودہ دینی مدارس کو دوبارہ مردم خیز اور امت کے لئے زیادہ نفع بخش بنانے کے لئے کون سے اقدامات آپکی نظر میں ضروری ہیں۔

۳۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ ہماری دینی درسگاہوں میں تعلیم وتعلم کا اصل مقصد نگاہوں سے اوجھل ہوتا جارہا ہے، براہ کرم نشاندہی فرمادیں کہ آپکی نظر میں یہ مقصد کیا ہے' اور اہل مدارس میں اس کا استحضار کیونکر پیدا کیا جاسکتا ہے، جو ان کے فکر وعمل پر اثر انداز ہوسکیں۔

مدیر البلاغ مولانا تقی عثمانی کے سوالات پر ناچیز کے تاثرات

مدارس عربیہ کے سلسلہ میں یہ چند ایسے سوالات ہیں جن سے صرف نظر کرنا اورانہیں اپنے شبانہ روزغور وفکر کا محور نہ بنانا' پوری ملت کے دینی' علمی اور فکری ضعف واضمحلال سے بے پروائی برتنے کے مترادف ہے' پچھلی چند صدیوں سے یہی مدارس اور آزاد دینی تعلیم ہی زیادہ تر ہماری حیات جاودانی کے سرچشمے بنے رہے' کارگاہ حیات میں ان کی حیثیت انسانی فیکٹریوں کی رہی اور یہ مدارس علوم نبوت کا ایسا پاور ہاؤس ثابت ہوئے جس کا ایک سرا نبوت محمدی سے وابستہ رہا اور اسکے ذریعہ ملت کی پژمردہ لوگوں میں ایمان ویقین کی نئی حرارت دوڑتی رہی اور اس کی ضوافشانی سے الحاد دہریت اور فاسد اعمال وعقائد کی ظلمتیں کافور ہوتی رہیں' ان مدارس سے نکلنے والوں میں بہت سی ایسی عبقری شخصیتیں تھیں جن میں ایک ایک کبھی کبھی پوری ملت پر بھاری ہوجاتی اور مدارس کے اندرونی ماحول، خارجی اثرات، تربیت اخلاق، علمی رسوخ ،کردار اور عمل کی بلندی' مقصد سے شیفتگی ،اساتذہ اور طلبہ کے باہمی مخلصانہ روابط غرض ہر لحاظ سے یہ مدارس اپنی حالت پر نہیں ہیں جبکہ نئے حالات کی بناء پر مدارس اوران میں ایسی چیزوں کی اہمیت رگ جان سے بھی بڑھ چکی ہے' اس لئے تمام اہل علم اور اصحاب دل حضرات کا اس ضعف وتنزل کے اسباب کی نشاندہی کرا کے تدابیر اصلاح پر توجہ دینا دین کی ایک اہم پکار پر لبیک کہنا ہوگا۔ یہ تو مدارس کا تربیتی پہلو تھا۔

توجہ طلب نصاب تعلیم ونظام تعلیم

نظام تربیت کے علاوہ نظام تعلیم اور نصاب تعلیم بھی مدتوں سے توجہ طلب مسئلہ ہے بلاشبہ موجودہ درس نظامی نے اپنا عہد کے لحاظ سے ہمہ گیری اور رسوخ فی العلم اوراس سے زیادہ ماحول اور تربیت کی بدولت ملت کو نابغہ روزگار افراد دیئے مگر عہد جدید اوراس کا علم جدید اس نصاب کا دامن نہایت وسیع کرنے کا طلبگار رہے، بیسویں صدی نے نہ صرف دیگر علوم بلکہ اسلامی علوم وفنون ،تاریخ ، اسلامی فلسفہ،فقہ اور قانون سازی ، اسلامی علم الکلام عمرانیات ،لسانیات ، سیاسیات اقتصادیات ، ہر چیز کے متعلق بحث واستدلال غور وفکر اور مطالعہ وتحقیق کے نئے گوشے پیدا کر کے تمام زاویے اور طور طریقے کافی حد تک بدل دیئے ہیں، پھر اتنے ہمہ گیر اور شاخ درشاخ کہ جب تک کوئی عالم ان سے پوری مناسبت پیدا نہ کرے ، وہ جدید علمی دنیا کا پورے شرح صدر کے ساتھ چیلنج قبول نہیں کرسکتا، اور یہ

مناسبت صرف موجودہ نصاب سے پیدا ہونی ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، تاریخ اب ایک منضبط سائنس ہے، جغرافیہ علم کی سینکڑوں شاخوں کو اپنے اندر سمیٹ چکا ہے، ادب کا میدان علم وثقافت کے تمام اہم شعبوں پر حاوی ہو چکا ہے، جدید ادب عربی تحریر تقریر ہر پہلو سے توجہ طلب بن گیا ہے، ریاضی علوم اور طبیعات، ثریٰ سے ثریا تک پہنچ چکے ہیں، منطق، نئی ریسرچ اور بحث واستدلال کی شکل میں مراحل تکمیل کو چھو رہی ہے' فلسفہ کے کئی مسلمات، مشاہدہ اور تحقیق سے غلط ثابت ہو چکے ہیں' نئے مسلمہ نظریاتی اصول بھی آئے دن بدلتے رہتے ہیں، پھر اسلامی علوم و آثار پر کہاں کہاں سے گولہ باری ہو رہی ہے،اور کن حربوں سے کام لیا جاتا ہے' استشراق کے پردہ میں ایک مستقل علمی دنیا اسلام اور اسلامی علوم وشخصیات کو مشق ستم بنائے ہوئے ہیں' قانون کی تدوین وترتیب اقوام عالم میں ایک مستقل فن بن چکا ہے۔ الغرض اس صدی کے علمی تقاضے، علمی زبان' علمی طریق کار گویا ہر چیز کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہے، اسلام اور اس کے اصول ابدی اور غیر متبدل ہیں، نہ تحریف کے روادار نہ ترمیم کے اور نہ تجدد کے، مگر علماء اسلام کو یہ شراب کہنہ جام نو میں پیش کرنے کی اہلیت وصلاحیت بہم پہنچانی ہے' اس لئے کہ اسلام تو عیسائیت کی طرح میدان سے ہٹ کر عزلت نشینی کو غنیمت نہیں سمجھتا' وہ تو جامع کامل دین، قوت مقابلہ سے بھرپور اور ہر دور میں نئے جوش اور ولولہ سے معمور رہا ہے اور آنکھیں ملا کر ہر دور کے افکار ونظریات کا چیلنج قبول کرتا چلا آیا ہے، اس لئے آج بھی ضرورت ہے کہ علماء کرام اور ہمارے علمی ادارے جدید آلات ووسائل اور علمی اوزار حرب وضرب سے پوری طرح لیس ہو کر نئے تقاضوں کا سامنا کر سکیں، ہمیں ہر دور میں اللہ نے ابوحنیفہؒ، احمد بن حنبلؒ، غزالیؒ، رازی، ابن تیمیہؒ، رومیؒ، ابن رشدؒ، شاہ ولی اللہؒ، محمد قاسم نانوتویؒ جیسے اہل فکر ونظر دیئے جن کی بدولت اسلام آج تک زندہ وتابندہ رہا، ضرورت ہے کہ نیا دور بھی اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کر کے یہ امانت عظمیٰ پچھلے دور سے بڑھ کر جوش وخروش اور شان بان کے ساتھ اگلی نسلوں تک پہنچا سکے۔ مقابلہ شدید تر ہے اور ہر آنے والی گھڑی وقت کی نزاکتوں میں اضافہ کر رہی ہے، جنگ کا محاذ ہمہ گیر ہوتا جا رہا ہے، علمی وفکری لحاظ سے نیا سے نیا اسلحہ میدان میں آ رہا ہے اور قرآن کریم واعدوا لھم مااستطعتم من قوۃ کی صورت میں پکار پکار کر دعوت تیاری دے رہا ہے، الغرض نصاب کے سلسلہ میں بڑی وسعت نظر کے ساتھ جائزہ لینے کی ضرورت ہے' تعلیم کی کل مدت کتنی ہونی چاہیے، اس مدت کو کتنے حصوں میں کس طرح تقسیم کیا جائے،

اہم اور لازمی مضامین اور اختیاری مضامین کا تعین اور پھر طریقہ کار۔ الغرض صدہا گوشے ہیں جو بحث و تمحیص کے مستحق ہیں۔

علمی زندگی الحق کے ذریعہ اٹھائے گئے میرے سوالات

اسے حسن اتفاق کہیے یا البلاغ کے اداریہ کے ساتھ توارد فکر کہ علمی وفکری زندگی کے بارہ میں اکابر علماء اور چیدہ چیدہ ارباب دانش کے تجربات و تاثرات سامنے لانے کے سلسلہ میں الحق نے بھی ایک سوالنامہ روانہ کیا ہے، بزرگوں نے ان سوالات کے جوابات دینے کی زحمت فرمائی تو اس سے بھی کافی حد تک موجود تعلیمی، مطالعاتی اور تربیتی امور پر روشنی پڑ سکے گی، اس سلسلہ میں قارئین حضرات سے بھی التماس ہے کہ کوئی مفید تجویز اور کام کی بات ذہن میں آئے تو تحریر فرماویں، ایسی تجاویز، آراء، احساسات اور تبادلہ خیالات، نئے خطوط اور نقوش اجاگر کرنے میں ان شاء اللہ ممد ثابت ہوسکیں گے۔

لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا:

۱: آپ کو علمی زندگی میں کن کتابوں اور مصنفین نے متاثر کیا اور آپ کی محسن کتابوں نے آپ پر کیا نقوش چھوڑے۔ ۲: ایسی کتابوں اور مصنفین کی خصوصیات۔ ۳: کن مجلات اور جرائد سے آپ کو شغف رہا، موجود صحافت میں کون سے جرائد آپ کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔ ۴: آپ نے تعلیمی زندگی میں کن اساتذہ اور درسگاہوں سے خاص اثرات لئے، ایسے اساتذہ اور درسگاہوں کے امتیازی اوصاف جن سے طلبہ کی تعمیر و تربیت میں مدد ملی۔ ۵: اس وقت عالم اسلام کو جن جدید مسائل اور حوادث ونوازل کا سامنا ہے اس کے لئے قدیم یا معاصر اہل علم میں سے کن حضرات کی تصانیف کارآمد اور مفید ثابت ہوسکتی ہیں۔ ۶: علمی، فکری اور دینی محاذوں پر کئی فتنے تحریفی، الحادی، اور تجددی رنگ میں (مثلاً انکار حدیث، عقلیت، اباحیت، تجدد، مغربیت، قادیانیت اور ماڈرنزم) مصروف ہیں، ان کے سنجیدہ علمی احتساب میں کون سی کتابیں حق کے متلاشی نوجوان ذہن کی رہنمائی کرسکتی ہیں۔ ۷: موجودہ سائنسی اور معاشی مسائل میں کونسی کتابیں اسلام کی صحیح ترجمانی کرتی ہیں۔ ۸: مدارس عربیہ کے موجودہ نصاب میں وہ کون سی تبدیلیاں ہیں جو اسے موثر اور مفید تر بنا سکتی ہیں۔

امید ہے اپنے مفید خیالات سے محروم نہیں کیا جائے گا، واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

(جاری ہے)

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

روزے کی اہمیت وفضیلت

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد! فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ(البقرة:۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے (امتوں پر) فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ دار بن جاؤ۔''

عن ابی ہریرہؓ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ قال اللّٰہ تعالیٰ عزوجل کل عمل ابن ادم له الاالصیام فانه لی وانا اجزی به والصیام جنة واذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابه احد او قاتله فلیقل انی امرو صائم والذی نفس محمد بیده لخلوف فم الصائم اطیب عنداللّٰہ من ریح المسك ، للصائم فرحتان یفرحهما اذا افطر فرح واذا لقی ربه فرح بصومه (رواه البخاری)

''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزہ کے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، روزہ ڈھال ہے، پس جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ گالی گلوچ اور شوروشغب نہ کرے بلکہ اس کو کوئی گالی دے یا لڑائی جھگڑا کرے تو وہ کہہ دے میں روزہ سے ہوں اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد (ﷺ) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی بو سے زیادہ اچھی ہے، روزہ دار کو دو خوشیاں میسر آتی ہیں' ایک افطار کے وقت افطار سے خوش ہوتا ہے اور دوسرے جب اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزے کی وجہ سے خوش ہوگا۔''

رمضان المبارک میں ریاضت وعبادت

گرامی قدر سامعین! اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر زندگی کے بہترین شب و روز میں اپنی عبادت ورضا حاصل کرنے کی توفیق بخشی ہے' اور رمضان المبارک کی برکات و انوارات، عبادات و ریاضات

اوردن میں روزہ اور رات کو تراویح ختم القرآن سننے، ذکر واذکار کرنے کا موقع عطا فرمایا ہے' یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے ورنہ آپ خود مشاہدہ کریں کہ ان صفوں میں ہمارے کئی ساتھی اور رشتہ دار پچھلے رمضان میں شریک ہوئے مگر آج وہ اس فانی دنیا سے رخصت ہو کر قبروں میں جا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی قبریں روضہ من الجنۃ بنائے اور یہ موقع جو ہمیں دیا گیا ہے وہ ان سے محروم ہیں۔

سنہرے لازوال اور قیمتی لمحات

نبی کریم ﷺ ماہ رجب سے ہی رمضان المبارک کے بارے میں دعائیں مانگتے تھے،

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ رجب کا چاند دیکھتے تو یہ دعا فرماتے تھے۔

اللھم بارك لنا فی رجب وشعبان وبلغنا رمضان۔ اے اللہ ہمیں رجب اور شعبان کے مہینوں میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا' بہر حال وہ قیمتی اور لازوال لمحات ہم اور آپ کو عطا کردیئے گئے ہیں' ان کی قدر کریں اور اس مبارک مہینے کا ہر طرح سے اکرام کر کے اس کے تمام فضائل وانعامات کا خود کو حقدار ٹھہرائیں۔

روزہ کیا ہے؟

محترم حضرات! روزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کی گئی عبادتوں میں اہم ترین فرض ہے جس کا حکم قرآن مجید میں اس طرح ذکر ہوا: يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ اے ایمان کے دعویدارو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے۔ اب یہ روزہ کیا چیز ہے؟ اس کا طریقہ کار کیا ہے جو مومنوں پر فرض کیا ہے، تو روزہ یہ ہے کہ آدمی صبح صادق سے لے کر سورج غروب ہونے تک کھانے پینے اور نفسانی شہوت کو پورا کرنے سے منع ہو مگر روزہ کی نیت کے ساتھ اگر کوئی روزہ کی نیت نہ کرے یا کوئی اور وجہ سے کھانا پینا ترک کردے تو اس کا روزہ نہ ہوگا۔

اب اگر کوئی آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے روزہ کا اہتمام کرتا ہے تو اس کے لئے بڑے بڑے انعامات اور فضیلتیں احادیث مبارکہ میں ذکر ہوئی ہیں۔ جن کا بیان آگے کرونگا انشاء اللہ۔

روزہ حکم خداوندی کی تعمیل

اب بظاہر یہ عبادت مشکل معلوم ہوتی ہے کہ سارا دن کھانا پینا چھوڑ دینا اور پھر خصوصاً یہ گرمی کے موسم کے روزے جس میں سب سے بڑا مسئلہ پیاس کا ہوتا ہے۔ تو اس کا حل رب حکیم ذات نے فرما دیا

ہے کہ یہ عبادت صرف آپ پر ہی نہیں بلکہ پچھلی تمام امتوں پر بھی مختلف انداز میں فرض تھی۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی امتوں پر روزہ فرض تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے دور میں ایام بیض یعنی ہر ماہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کے روزے فرض تھے۔ اسی طرح یہودی اور عیسائی بھی روزہ رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ تاریخ کی کتابوں میں ہندو دھرم، بدھ مت، پارسی مذھب میں بھی روزہ کی فضیلت اور اہمیت کا ذکر موجود ہے۔

روزہ حکم خداوندی کی تعمیل

دوسری بات جو روزہ کو آسان بنا دیتی ہے وہ مذکورہ آیت کے ابتدائی الفاظ ہیں کہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے اللہ تعالیٰ کے ماننے والو، اُس کی حاکیت، خالقیت کا اقرار کرنے والو۔ اُس حکیم ذات نے آپ پر روزے فرض کیے ہیں۔ تو جب اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کی عظمت دل میں پیدا ہوگی تو پھر اُن کا حکم بھی آسان معلوم ہوگا۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ دنیا کا کوئی حکیم یا ڈاکٹر اگر ہمیں کہہ دے کہ تمہیں فلاں فلاں چیز سے پرہیز کرنا اور پورا دن فاقہ کرنا ضروری ہے اور اگر نہ کیا تو پھر صحت مزید خراب ہو جائے گی۔ تو ہم ان تمام چیزوں سے پرہیز کرنے کیلئے آمادہ ہو جاتے ہیں مگر کیا وجہ ہے کہ حکیم مطلق ذات ہمیں ایک خاص وقت کے لئے کھانے پینے سے منع کرتا ہے تو ہم خوش دلی سے ان کے حکم کی تعمیل پر آمادہ نہیں ہوتے بلکہ طرح طرح کی تاویلوں اور بہانوں سے بچ جانا چاہتے ہیں۔

رحمتوں کے مہینے میں اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ

معزز سامعین! بڑی رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ شروع ہے ہر طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات واحسانات کی بارش ہے اور مغفرت وبخشش کے دروازے ہمارے منتظر ہیں۔ یہی وہ مہینہ ہے کہ اس میں رب العالمین کی ذات اقدس مؤمن کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور اس کے اعمال پر ملائکہ سے فخر کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ......

عن عبادة بن الصامت أن رسول اللّٰه ﷺ قال یوماً وحضرنا رمضان: اتاکم رمضان شهر برکة یغشاکم اللّٰه فیه فینزل الرحمة ویحط الخطایا ویستجیب فیه الدعا ینظر اللّٰه تعالیٰ الی تنافسکم فیه ویباهی بکم ملائکته فأروا اللّٰه من أنفسکم خیراً فان الشقی من حرم فیه رحمة اللّٰه عزوجل (رواه الطبرانی)

حضرت عبادہ بن الصامت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے قریب ارشاد فرمایا کہ رمضان کا مہینہ آ گیا ہے جو بڑی برکت والا ہے حق تعالیٰ شانہ اس میں تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی رحمت خاصہ نازل فرماتے ہیں خطاؤں کو معاف فرماتے ہیں، دعا کو قبول فرماتے ہیں، تمہارے تنافس کو دیکھتے ہیں اور ملائکہ سے فخر کرتے ہیں پس اللہ کو اپنی نیکی دکھلاؤ بدنصیب ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔

تنافس کا مطلب

تنافس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی دوسرے آدمی سے بڑھ چڑھ کر کام کرے یعنی کام حرص میں کرے رمضان میں تنافس عبادات میں کیا جائے کہ فلاں دس رکعات نفل پڑھتا ہے میں بیس رکعات پڑھوں گا۔ وہ پانچ سیپارے قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے میں دس پارے کروں گا۔

آج ہم دنیا کے کاموں، زیب و زینت، کاروبار تجارت، بنگلے اور گاڑی وغیرہ میں حرص کرتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس ایک چیز ہو تو کوشش ہوتی ہے کہ دو ہو جائے، اگر دو ہوں تو چار کرنے کی کوشش ہوتی ہے اور اس کے لئے پھر حلال و حرام کی تمیز بھی نہیں کرتے لیکن یہ تمام چیزیں ختم ہونے والی ہیں اور نفع بخش نہیں اگر کوئی چیز نفع بخش ہے تو وہ نیک اعمال ہیں اور یہ رمضان ان کے لئے بہترین مارکیٹ ہے بڑے آسان اور سستے داموں میں نیکیاں مل رہی ہیں۔ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ان کی خرید میں حصہ لیں۔ آج یہ بازار موجود ہے لیکن جب کل آنکھیں بند ہو جائیں تو پھر اس کی کوئی چیز فائدہ نہ دے گی سوائے اعمال صالحہ۔

صوم رمضان کا بدلہ

محترم سامعین! رمضان المبارک میں ہر عمل کا صلہ بڑھ جاتا ہے نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کو بڑھا کر ستر گنا کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح تمام عبادات و صدقات کا ثواب بھی بڑھ کر دس سے لیکر سات سو گنا تک چلا جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اسکی جزا اور بدلہ دونگا۔ اور یہ بات صرف روزے کے ساتھ خاص ہے کہ اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ خود دے گا دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ روزہ کا بدلہ میں خود ہوں۔ روزے کے علاوہ کسی بھی عبادت کے بارے میں یہ ارشاد نہیں کہ میں اس کا بدلہ خود دونگا خواہ وہ نماز ہو، حج ہو، زکوٰۃ و صدقات ہوں اس بارے میں والدی وسیدی مولانا

عبدالحق نور اللہ مرقدہ ایک واقعہ بیان فرماتے تھے کہ ایک بادشاہ تھا اُس نے اعلان کیا کہ آج دن تمام رعایا کو اختیار ہے جس کے دل میں جو بھی خواہش ہو مجھ سے مانگے اُس کو ملے گا۔ ساری قوم اپنی اپنی خواہش کا اظہار کرنے لگی کوئی بنگلہ لے رہا تھا تو کوئی گاڑی، کوئی مال و دولتمند کا خواہش مند تھا تو کوئی جائیداد کا، ہر کسی کو اس کی خواہش کے مطابق ہر چیز دے دی گی۔ بادشاہ کی ایک لونڈی بالکل خاموش کھڑی تھی اور کوئی بھی مطالبہ نہیں کیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تمہاری کوئی خواہش نہیں ہے کہ آج پوری کردوں۔ لونڈی نے جواب دیا کہ اے بادشاہ! میری خواہش بڑی ہے ہوسکتا ہے پوری نہ ہو اس لئے بیان کرنے میں شرم محسوس ہو رہی ہے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ آج کے دن ہر بڑی سے بڑی خواہش پوری ہوگی جلدی کرو اپنی خواہش کا اظہار کرو تا کہ پوری ہو جائے۔ لونڈی نے آگے بڑھ کر بادشاہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا مجھے یہ ذات عنایت کی جائے۔ بادشاہ مسکرایا اور کہا کہ بڑی احمق ہے، آج لونڈیاں اپنی آزادی کے مطالبے کر رہی ہیں کوئی مال و دولت کا مطالبہ کر رہا ہے اور تو مجھے مانگ رہی ہے تو لونڈی نے بڑا خوبصورت جواب دیا کہ اے بادشاہ! جب تو میرا ہو جائے گا تو یہ سب بادشاہی، مال و دولت سب کچھ بھی میرا ہو جائے گا۔

محترم حضرات! یہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس کا مالک حقیقی تو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے تو جب اللہ تعالیٰ کی ذات کسی کی ہو جائے تو پھر تمام کائنات اُسی کی ہے۔

رمضان المبارک میں دعا کا خصوصی اہتمام

محترم بزرگو! اس رمضان المبارک کے لمحے لمحے کو قیمتی بنائیں ذکر و اذکار سے نوافل اور قرآن مجید کی تلاوت سے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں سے اور خصوصی طور پر افطاری کے وقت دعاؤں کا اہتمام کریں۔ مگر ہم لوگ افطاری کے وقت تو تیاری اور افطاری میں لگ کر اکثر نماز مغرب کو بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ

عن ابی هريرة : قال قال رسول اللّٰه ﷺ : ثلثة لا ترد دعوتهم الصائم حتی يُفطِر والامِامُ العادلُ و دعوةُ المظلوم يرفَعها اللّٰه فوقَ الغمام ويفتح لها أبوابَ السّماءِ ويقول الرب: وعزتی لأ نصرنّك ولو بعد حينٍ (رواہ احمد)

حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک روزہ دار کی افطار کے وقت، دوسرے عادل بادشاہ کی دعا، تیسرے مظلوم

کی جس کو حق تعالیٰ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمانوں کے دروازے اس کیلئے کھول دیئے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرور مدد کرونگا اگرچہ (کسی مصلحت سے) کچھ دیر ہو جائے۔

اسی طرح ایک دوسری روایت میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان المبارک میں عرش کے فرشتوں کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنی اپنی عبادت چھوڑ دو اور روزہ داروں کی دعا پر آمین کہا کرو۔ بہرحال رمضان المبارک میں دعاؤں کا خصوصیت سے اہتمام کریں۔

قرآن اور رمضان

اسی طرح قرآن مجید کی تلاوت رمضان المبارک کا بہترین تحفہ ہے۔ قرآن مجید اور رمضان المبارک کی آپس میں بڑی گہری نسبت ہے۔ رمضان المبارک میں قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہنا سب سے بڑی نعمت ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ وہ تمام ثواب جو قرآن مجید کی تلاوت کی وجہ سے مومن چھوڑ دیتا ہے سے زیادہ عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ ابو سعید رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل فرماتے ہیں......

عن أبی سعید قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول الرب تبارک و تعالیٰ: من شَغَلہ القرآن عن ذِکری و مَسئَلتِی أعطیتُہ أفضل ما أعطی السّائلین وفَضلُ کلامِ اللہ علی سائرِ الکلامِ کفضلِ اللہ علی خَلقِہ۔ (رواہ الترمذی)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ جس شخص کو قرآن مجید کی مشغول کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی اس کو سب دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی فضیلت ہے جیسی کہ خود اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق پر۔

اسی طرح دوسری حدیث مبارک میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ روزہ اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے حضور مومن کی شفاعت کرتے ہیں اور اسکی طرف سے حجت اور دلیل بن جاتے ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول ﷺ: الصّیام وَالقرآن یشفعان للعبد، یقول الصیام: رب انی منعتُہ الطعامَ والشرابَ فی النھار فَشفّعنی فیہ ویقول القرآن رب منعتہ النوم باللیل فشفعنی فیہ فیشفعان (رواہ احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ اور قرآن مجید دونوں بندہ کے لئے شفاعت کرتے ہیں۔ روزہ عرض کرتا ہے کہ یا اللہ! میں نے اس کو دن میں کھانے، پینے سے روکے رکھا۔ میری شفاعت قبول کیجیے اور قرآن مجید کہتا ہے کہ یا اللہ! میں نے رات کو سونے سے روکا میری شفاعت قبول کیجیے پس دونوں کو شفاعت کی جاتی ہے۔

بہرحال یہی چند دن اپنے آپ کو قرآن مجید کی تلاوت کے لئے وقف کر دینے چاہیے تاکہ یہ اوقات مزید قیمتی ہو جائیں

رمضان میں اعمال کی طرف توجہ اور گناہوں سے پرہیز

اس کے علاوہ نماز باجماعت کا اہتمام، ذکر و اذکار، تسبیحات و نوافل کثرت کیساتھ کرنے چاہئیں اور رمضان المبارک کا احترام کریں۔ جس طرح کھانے پینے سے اپنے آپ کو روکا اسی طرح اپنی زبان کو غیبت، جھوٹ، چغل خوری وغیرہ گالی گلوچ سے بھی منع کریں۔ اسی طرح کانوں کی بھی حفاظت کریں۔ جو باتیں زبان سے کرنا جائز نہیں وہ کانوں پر سننا بھی جائز نہیں۔ اپنی نظر کی حفاظت کرنا کہ کہیں غیر محرم پر نہ پڑے۔

رمضان میں چار اعمال کا کثرت اہتمام

اس کے علاوہ رمضان المبارک میں چار اعمال خصوصیت کے ساتھ کرنے ضروری ہیں (۱) استغفار کی کثرت کہ ہر وقت صدق دل سے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ (۲) کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا ذکر کہ ہر آن ہماری زبان ذکر اللہ سے تر رہے (۳) جنت کی طلب کہ اے اللہ ہمیں اپنی رضا اور جنت الفردوس عطا فرما (۴) جہنم سے پناہ ہر وقت جہنم کی سختی اور آگ سے پناہ مانگیں۔

جب ہم رمضان المبارک کے مبارک دنوں کا صحیح طریقے سے احترام کر کے اس عظیم الشان عبادت کو ادا کریں گے تو وہ تمام فضیلتیں، و انعامات جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں ہمیں نصیب ہونگیں۔ اللہ جل جلالہ ہم سب کو روزوں کے صحیح روح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔

مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

جو پاؤں پھیلاتا ہے وہ ہاتھ نہیں پھیلاتا

ایک بزرگ تھے، ابھی سو برس پہلے کا قصہ ہوگا جو دمشق کی جامع مسجد (جامع اموی) میں بیٹھے ہوئے درس دے رہے تھے، اتفاق سے اس دن ان کے پاؤں میں تکلیف تھی اور گھٹنے میں تکلیف تھی اور وہ پاؤں پھیلائے ہوئے بیٹھے تھے اور جیسا کہ قاعدہ ہے کہ استاذ پشت بہ قبلہ ہوتا ہے اور اس کے شاگرد سامنے بیٹھے ہوتے ہیں اور دروازے سے داخل ہوتے ہیں اور بیٹھ جاتے ہیں، تو ان کا چہرہ دروازے کی طرف تھا اور پشت قبلہ کی طرف تھی اور پاؤں دروازے کی طرف پھیلائے ہوئے تھے، اس وقت کا ایک مشہور بانی سلطنت مصر خدیوی سلطنت جو ابھی فاروق پر ختم ہوئی ہے، ابھی پندرہ بیس برس پہلے اس کا بانی تھا، محمد علی پاشا اس کا بیٹا تھا، ابراہیم پاشا وہ اس زمانہ میں بڑا سفاک اور جلاد مشہور تھا، وہ شام کو گورنر تھا اور اس کی سفاکی کے قصے لوگوں کی زبانوں پر تھے، اس کو خیال ہوا کہ میں حضرت کا درس جا کر سنوں اور ملاقات کروں، راستہ ہی وہ تھا' اس لئے پہلے دروازے کی طرف سے آیا، سب کو خیال تھا کہ حضرت کو ہزار تکلیف ہو' اس موقع پر اپنا پاؤں سمیٹ لیں گے اتنی دیر میں کیا ہو جائے گا، لیکن انہوں نے بالکل جنبش نہیں کی، نہ درس موقوف کیا نہ پاؤں سمیٹا، اسی طرح پاؤں پھیلائے رہے، اور پاؤں ہی کی طرف آ کر کھڑا ہو گیا، اب ان کے شاگرد کہتے ہیں کہ ہم بالکل لرزاں و ترساں تھے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے، کیا ہمارے شیخ کی شہادت ہماری آنکھوں کے سامنے ہوگی یا یہ کہ تذلیل ہوگی' مشکیں باندھ لی جائیں گی، اور کہا جائے گا لے چلو' وہ کھڑا رہا اور وہ دیر تک درس دیتے رہے' التفات بھی نہیں کیا اور پاؤں بھی نہیں سمیٹا مگر خدا جانے ان لوگوں کا کیا اثر ہوتا ہے کہ اس نے کچھ کیا نہیں' کوئی سرزنش نہیں کی' کوئی شکایت نہیں کی اور چلا گیا، سننے والی بات جو ہے وہ یہ کہ وہ کچھ ایسا معتقد ہوا کہ اس نے جا کر اشرفیوں کا ایک تھیلا غلام کے ہاتھ بھیجا اور کہا کہ شیخ کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ یہ حقیر نذرانہ قبول فرمائیں، آپ جانتے ہیں انہوں نے جواب میں کیا کہا، یہ آب زر سے لکھنے والا جملہ تھا جو علم کی تاریخ میں ہمیشہ روشن رہے گا' انہوں نے کہا: اپنے بادشاہ کو سلام کہنا اور کہنا جو پاؤں پھیلاتا ہے وہ ہاتھ نہیں پھیلاتا، یا پاؤں ہی پھیلا لے یا ہاتھ ہی پھیلا لے، ایک ہی کام ہو سکتا ہے دنیا میں، جب میں نے پاؤں پھیلائے تھے میں اسی وقت سمجھتا تھا کہ اب میں ہاتھ نہیں پھیلا سکتا: "الذی یمدّ رجله لا یمدّ یده" انہی الفاظ کے ساتھ مؤرخ نے ان کو نقل کیا ہے: "الذی یمدّ رجله لا یمدّ یده" (بشکریہ تعمیر حیات)

مولانا سعید الحق جدون*

رسم قرآنی اور اختلاف قراءات پر مستشرقین کے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ

قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالی نے خود لی ہے۔ ارشاد باری تعالٰی ہے انا نحن نزلنا الذکرو انا لہ لحافظون "(۱)" بیشک ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے" قرآن حکیم کا دعوی ہے کہ وہ ایک محفوظ کتاب ہے، امت مسلمہ نے نہ صرف اس کا ایک ایک حرف اور حرکت محفوظ کیا ہے بلکہ اس کے الفاظ کی ادائیگی کے طریقے بھی نقل کی ہیں۔ قرآن کا متن، رسم، قراءات اور ترتیب وہی ہے جو اللہ تعالی کی طرف سے دی گئی تھی۔ لیکن مستشرقین نے قرآن کو اپنی کتابوں کے برابر لانے کے لئے اس کے متن کے غیر معتبر ثابت کرنے کے لیے مختلف قسم کے اعتراضات کئے قرآن کریم کی حفاظت کے بارے میں مذکورایت کی روشنی میں ظاہر ہوجاتا ہے کہ ان مستشرقین کی یہ کوشش ناکام اور نامراد ہی ہوگی۔ اس کتاب میں ابہام پیدا کرنے کی غرض سے خواہ یہ مستشرقین دن رات ایک کر کے محنت کریں، تب بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

مغرب کے مستشرقین قرآن کریم سے متعلقہ جملہ علوم وفنون مثلا قراءات، رسم قرآنی، شاذ قرات، قراء کے طبقات، وغیرہ موضوعات پر متقدمین کی تصنیف کردہ کتب کی نشرواشاعت میں خاصی دلچسپی لے رہے ہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر علم حدیث، علم فقہ اور علم لغت وغیرہ دیگر مشرقی علوم میں تصنیف کردہ متقدمین کی کتب کی بھی نشرواشاعت میں مصروف ہیں۔ ان مستشرقین میں سے اکثریت کی کوششیں خود ان کے اس دلچسپی کے پس پردہ خطرناک مقصد کی نشان دہی کرتی ہیں۔ یہ اعتراضات اسلام سے متعلق ان مستشرقین کے بے جا تعصب اور جہالت کے بھرپور عکاس ہیں۔ یہ اسلام کا نور ہی تھا، جس سے

* لیکچرر گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول چھپی گدون

بصیرتوں کے پاک ہوجانے کے بعد لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے تھے اور یہ زمین وہ زمین نہ رہی تھی جو کسی زمانے میں تھی۔ مستشرقین چاہے اپنی کوششوں کو جھوٹ، دھوکے بازی اور جعل سازی کے ذریعے آزادانہ علمی تحقیقات باور کرواتے رہتے ہیں، تاہم ان کے خفیہ مقاصد بالکل ظاہر ہیں۔

مستشرقین کے اہداف اور مقاصد

اگر مستشرقین کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مستشرقین کے اہداف اور مقاصد تین امور پر مشتمل ہیں:

(۱) دینی اور تبلیغی: مستشرقین دین مسیحیت کی تبلیغ اور ترویج کرتے ہیں اور اس کے ساتھ دین اسلام کی تضعیف اور اسکی تحریف کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔

(۲) سیاسی اور استعماری: ان کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ اگر اسلام ایک بڑا طاقتور بن کر اس دنیا میں ابھر جائے تو ہمارے لئے بڑے خطر کا سامنا ہوگا اگر مسلمانوں کو متفرق اور مختلف گروپوں میں تقسیم کیا جائے تو یہ خطرہ ٹل سکتا ہے۔

(۳) ہدف علمی: مستشرقین کا ایک گروہ صرف ہدف علمی رکھتے تھے انہوں نے صرف اپنی علمی بضاعت و اطلاعات کے افزائش کیلئے اس شرق شناسی کو اپنا پیشہ قرار دیا تھا، اور ان کی اسلام سے کوئی دشمنی اور عداوت نہیں تھی بلکہ مسلمانوں کے مختلف ممالک کے علمی مراکز میں جا کر علمی کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے اور قرآن پر ریسرچ کرتے تھے اس قسم کے دانشمند حضرات اپنی علمی تحقیق کے نتیجہ میں سینکڑوں کی تعداد میں کتابیں بطور یادگار چھوڑ کر چلے گئے ہیں گوستا فلوگل کی کتاب ''المعجم المفہرس لالفاظ القرآن'' اسکی مثال ہے۔ (۲)

اختلاف قراءات کی بنیاد

حضرت حذیفہ بن الیمان آرمیبیا کے محاذ پر جہاد میں مصروف تھے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ لوگوں میں قرآن کریم کی قراءتوں میں اختلاف ہو رہا ہے۔ چنانچہ مدینہ طیبہ واپس آتے ہی انہوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ وہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور خدمت میں حاضر ہو کر پوری صورت حال سے آگاہ کیا۔ انہوں نے خلیفہ سے کہا کہ قبل اس کے کہ یہ امت کتاب اللہ کے بارے میں یہود و نصاری کی طرح اختلاف کا شکار ہو جائے آپ اس اختلاف کا علاج فرمالیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ میں آرمیبیا کے محاذ پر جہاد میں مصروف تھا کہ میں نے دیکھا کہ شام کے رہنے والے لوگ ابی بن کعبؓ کی

قراءت میں پڑھتے تھے جو اہل عراق نے نہیں سنی ہوئی تھی۔ اس بنا پر وہ ایک دوسرے کو کافر قرار دے رہے ہیں۔(۴)

مصحف عثمانی میں املائی تحسینیات

حضرت عثمانؓ نے جو مصحف تیار کیا اس پر نقطے اور اعراب نہ تھے بعد میں جوں جوں زمانہ گزرتا گیا لوگ قرآن کریم کے رسم الخط کی آسانی اور تحسین کے لیے مختلف طریقے اختیار کر گئے جن کا مقصد یہ تھا کہ لوگ قرآن میں التباس سے بچ جائیں تا کہ کوئی غیر قرآن کو قرآن نہ سمجھے اور پڑھنے والوں کو پڑھنے میں آسانی ہو چنانچہ اس مقصد کے لئے قرآنی رسم الخط میں بہت سے املائی تحسینات ہوئیں۔ مثلاً نقاط وحرکات لگانا،قرآنی رسم الخط کی تحسین وآرائش اور عجم کی آسانی کے لئے اس پر نقاط وحرکات لگائے گئے ،یہ حرکات اور نقاط کس نے لگائے اس میں اختلاف ہے لیکن مشہور قول یہ ہے کہ یہ ابوالاسد الدولی تھے۔ ابوالاسود نے خلیفہ عبد الملک(۵) یا زیاد بن ابی سفیان(۶) کے حکم سے قرآن کے نقطے لگائے۔اسی طرح ایات اور رکوعات کی علامات لگانا اور اجزاء ومنازل کی تقسیم بھی اس سلسلے کی کڑی ہے

سبعۃ احرف کے بارے میں وارد احادیث

سبعۃ احرف کی روایات زیادہ تر تین صحابہ سے مروی ہیں حضرت عمرؓ،ابن عباسؓ اور ابی بن کعبؓ ،ان تمام روایات کو ذکر کرنے کے بجائے بخاری کی روایت ذکر کرتے ہیں جس سے سبعۃ احرف کی وضاحت ہوتی ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں......

سمعت هشام بن حكيم بن حزام يقراء سورة الفرقان فى حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستمعت لقراته فاذا هو يقراء على حروف كثير لم يقرائنيها رسول الله صلى الله عليه وسلم فكدت اساوره فى الصلاة فتصبرت حتى سلم فلببته بردائه فقلت: من اقرا ك هذه السورة التى سمعتك تقرا؟ قال: اقرائنيها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت: كذ بت فان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد اقرائنيها على غير ما قرات ، فانطلقت به اقوده ا لى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت:ا نى سمعت هذا يقرا بسورة الفرقان على حروف لم تقرئنيها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:"ارسله اقرا ء يا هشام فقرا عليه القراء ة التى

سمعته يقراء فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كذلك انزلت ثم قال: اقرء يا عمر! فقرات القراء ة التى اقرانى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كذلك انزلت ان هذا القرآن انزل على سبعة احرف فاقرء وا ما تيسر منه." (۷)

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، ان سے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے بیان کیا، انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں، میں نے ہشام بن حکیم کو سورہ الفرقان نماز میں پڑھتے سنا، میں نے ان کی قراءت کو غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ وہ سورت میں ایسے حروف پڑھ رہے ہیں کہ مجھے اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھایا تھا، قریب تھا کہ میں ان کا سر نماز ہی میں پکڑ لیتا لیکن میں نے بڑی مشکل سے صبر کیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی چادر سے ان کی گردن باندھ کر پوچھا یہ سورت جو میں نے ابھی تمہیں پڑھتے ہوئے سنی ہے، تمہیں کس نے اس طرح پڑھائی ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسی طرح پڑھائی ہے، میں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس سے مختلف دوسرے حرفوں سے پڑھائی جس طرح تم پڑھ رہے تھے۔ آخر میں انہیں کھینچتا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اس شخص سے سورہ الفرقان ایسے حرفوں میں پڑھتے سنی جن کی آپ نے مجھے تعلیم نہیں دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ تم پہلے انہیں چھوڑ دو اور اے ہشام ! تم پڑھ کے سنا۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی ان ہی حرفوں میں پڑھا جن میں میں نے انہیں نماز میں پڑھتے سنا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا کہ یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر فرمایا عمر ! اب تم پڑھ کر سنا میں نے اس طرح پڑھا جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تعلیم دی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی سن کر فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے پس تمہیں جس طرح آسان ہو پڑھو۔

حافظ ابو یعلی کی مسند میں یہ منقول ہے کہ "حضرت عثمانؓ نے برسر منبر فرمایا جس نے آپ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہو کہ قرآن سات قراءتوں پر اتارا گیا ہے تو میں اسے قسم دیتا ہوں کہ کھڑا ہو کر اس کی

شہادت دے یہ سن کر بے شمار صحابہ کھڑے ہوگئے حضرت عثمانؓ نے فرمایا ان کے ساتھ میں بھی اس بات کی شہادت دیتا ہوں'' یہ حدیث صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہے محدثین نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے(۸)

سبعۃ احرف کی نوعیتیں

اس حدیث میں سبعۃ احرف کے الفاظ وارد ہوئے ہیں احرف، حرف کا جمع ہے جس کا معنی ہے طرف یا جہت، حرف قراءات کو بھی کہتے ہیں مثلاً ابن جزری کا قول ہے کا نت الشام تقرء بحرف عامر "اہل شام عامر کی قراءت کے مطابق پڑھا کرتے تھے''(۹) سبعۃ احرف کے معنی و مفہوم کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے اس بابت میں اس سلسلے میں علامہ زرکشی نے چالیس جبکہ جلا الدین سیوطی نے چالیس اقوال ذکر کیے ہیں۔(۱۰) لیکن محققین علماء کے نزدیک اس میں راجح مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کی جو قراءتیں اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہوئی ہیں، ان میں باہمی فرق واختلاف کل سات نوعیتوں پر مشتمل ہے، اور وہ سات نوعیتیں یہ ہیں

(۱) اسماء کا اختلاف: جس میں اِفراد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث دونوں کا اختلاف داخل ہے، مثلا ایک قرأت میں تمت میں تمت کلِم ربِك ہے اور دوسری قرأت میں تمت کلِمات ربِك،

(۲) افعال کا اختلاف: کہ کسی قرأت میں صیغہ ماضی ہے، کسی میں مضارع اور کسی میں امر مثلا ایک قراءت میں ربنا باعِد بین اسفارِنا ہے اور دوسری میں ربنا بعد بین اسفارِنا

(۳) وجوہ اعراب کا اختلاف: جس میں اعراب یا زیر زبر پیش کا فرق پایا جاتا ہے، مثلا لا یضار کاتِب کی جگہ لا یضار کاتِب اور ذولعرشِ المجِید کی جگہ ذو العرشِ المجِید (۱) الفاظ کی کمی بیشی کا اختلاف؛ کہ ایک قراءت میں کوئی لفظ کم اور دوسری میں زیادہ ہو مثلا ایک قراءت میں تجرِی مِن تحتِها الانهار اور دوسری میں تجری تحتها الانهار (۴) تقدیم و تاخیر کا اختلاف؛ کہ ایک قراءت میں کوئی لفظ مقدم ہے اور دوسری میں موخر ہے، مثلا وجاء ت سکر الموتِ بالحق اور وجاء ت سکرۃ الحقِ بِالموتِ،

(۵) بدلیت کا اختلاف؛ کہ ایک قراءت میں ایک لفظ ہے اور دوسری قراءت میں اس کی جگہ کوئی دوسرا لفظ مثلا ننشِزها اور ننشرها، نیز فتبینوا اور فتثبتو ا(٦) لہجوں کا اختلاف: جس میں تفخیم، ترقیق، امالہ، مد، قصر، ہمز، اظہار اور ادغام وغیرہ کے اختلافات داخل ہیں، یعنی اس میں لفظ تو نہیں بدلتا، لیکن اس کے

پڑھنے کا طریقہ بدل جاتا ہے، مثلاً موسیٰ کو ایک قراءت میں موسی کی طرح پڑھا جاتا ہے،
بہرحال! اختلافِ قرأت کی ان سات نوعیتوں کے تحت بہت سی قراءتیں نازل ہوئی تھیں اور انکے باہمی فرق سے معنیٰ میں کوئی قابل ذکر فرق نہیں ہوتا تھا۔ صرف تلاوت کی سہولت کیلئے انکی اجازت دی گئی تھی، (۱۱)

مستشرقین کے اعتراضات کا خلاصہ: مستشرقین کہتے ہیں کہ قرآن پہلی دوصدیوں کے دوران اپنی تکمیلی شکل وصورت کے مراحل سے گذرتا رہا، جس کا مطلب یہ ہے کہ عہد نبوی ﷺ وعہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں قرآن مکمل نہ ہونے کی وجہ سے گویا تحریفات اور کمی بیشی کا شکار ہوتا رہا۔ ان مستشرقین کا موقف حسب ذیل چار باتوں پر مشتمل ہے

(۱) اسلامی تاریخ کے مصادر، عصری تحقیقی معیارات پر پورا نہیں اترتے لہٰذا ان کی تصدیق ممکن نہیں ہے۔

(۲) جزیرہ عرب کے مضافاتی علاقوں میں کھدائی کے دوران جو آثار اور قدیم تحریری نقوش دریافت ہوئے ہیں وہ یہ بات واضح کرتے ہیں کہ پہلی صدی ہجری میں قرآن موجودہ شکل میں نہیں تھا۔

(۳) قدیم قرآنی مخطوطات جو یمن کے شہر صنعاء سے ماضی قریب میں برآمد ہوئے ہیں وہ ایک لمبا عرصہ قرآنی متن میں اِرتقا اور تغیرات کا اِشارہ دیتے ہیں۔

(۵) قرآنی متن کے تنقیدی مطالعے سے کتابت اور تحریر قرآن میں غلطیوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔

مستشرقین مختلف مصاحف قدیمہ میں وارد تفسیری روایات، شاذہ قراءات اور ذاتی ونجی مصاحف کی بناء پر ان میں موجود رسم عثمانی کے برعکس رسم قیاسی و اِملائی کو بھی قرآن میں تحریف کا ایک اہم ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ مصاحف قدیمہ میں رسم اور قرأت کی تبدیلیوں کو اکثر مستشرقین قرآنی نص میں ارتقاءات کا نام دیتے ہیں، بیسویں صدی عیسوی میں جن مستشرقین نے خصوصیت سے متن قرآنی میں ارتقاءات کا نظریہ قائم کیا ہے ان میں گولڈزیہر (Goldziher)، الفونسمنگانا (Alphonse Mingana)، آرتھر جیفری (Arthur Jeffery) اور ڈاکٹر جی۔ آر پیوئن (Dr.G.R.Puin) قابلِ ذکر ہیں، ذیل میں قرآنی نص کے بارے میں ان کے افکار وآراء کا تنقیدی جائزہ پیش کریں گے۔ (۱۲)

مستشرقین کے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ

قرآن حکیم کے بارے میں مستشرقین کے نقطہ نگاہ کا جائزہ لیتے ہوئے ہمیں ان لوگوں کے ذہنی پس منظر اور طریق کار کے بارے میں کچھ حقائق کو ملحوظ رکھنا ہوگا ورنہ ہم ان کے نقطہ نگاہ کی حقیقت کو سمجھ نہیں سکیں گے۔

جہاں تک اسلامی تحقیق کے دوران ان کے رویے اور ذہنی پس منظر کا تعلق ہے مستشرقین نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اپنا بدترین دشمن سمجھتے ہیں اور وہ اس وقت قلمی صلیبی جنگ (Crusade by Pen) میں مصروف ہیں۔ذیل میں ان اسباب کو بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے مستشرقین کو غلطی ہوئی۔

(۱) جانب دارانہ تحقیق

یہ لوگ خالی الذہن ہو کر تحقیق نہیں کرتے بلکہ مسلمانوں کے خلاف تعصب سے بھرے ہوئے ہیں۔وہ خود اعتراف کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے بارے میں تحقیقات کرتے ہوئے ہم غیر جانبدرانہ نہیں رہ سکے۔اس صورت میں ہم فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان کی تحقیقات کی حقیقت کیا رہ جاتی ہے۔

تحقیق کا بین الاقوامی مسلمہ اصول ہے کہ تحقیق شروع کرنے سے قبل اور تحقیق کے دوران محقق خالی الذہن اور غیر جانبدار رہے۔ پہلے سے طے شدہ کسی مقصد کو ذہن میں رکھے بغیر تحقیق کی جائے۔اگر پہلے سے طے شدہ کوئی مقصد ذہن میں رکھ کر تحقیق کی جائے گی تو اسے تحقیق نہیں کہا جاسکتا۔جبکہ مستشرقین کے ہاں اس بات کا مکمل فقدان ہے۔وہ پہلے ایک مقصد طے کرتے ہیں پھر ہر طرح کے مآخذ سے اپنے مقصد کے لیے ڈھونڈ ڈھونڈ کر دلائل تلاش کرتے ہیں۔ان کے ذہن میں مقصد یہ ہے کہ قرآن کے بارے میں ثابت کریں کہ قرآن ایک طویل عرصے تک جمع نہیں کیا گیا اس کے لیے وہ محض اپنے ظن وگمان کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ مسلمان، متنِ قرآن کو محفوظ کرنے کے بارے میں غیر محتاط اور بے نیاز رہے اور حضرت عثمان غنیؓ کے دور تک قرآن جمع نہیں کیا گیا۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لیے وہ ان تمام بنیادی حقائق ومسلمات کو بھول جاتے ہیں کہ نزولِ قرآن کے ساتھ ہی قرآن کو سینوں اور کتابت کی صورت میں محفوظ کرنے کا بہترین اہتمام موجود تھا۔ایک طرف مستند مآخذ کی روشنی میں ثابت شدہ یہ حقیقت ہے کہ قرآن پہلے دن ہی سے محفوظ چلا آرہا ہے، دوسری طرف بغیر کسی دلیل کے صرف ایک فقرے میں کہہ دینا کہ قرآن محفوظ نہیں ہے کسی طرح قرین انصاف نہیں ہے۔عقل اور انصاف کا تقاضا ہے کہ حفاظتِ قرآن کے قابلِ اعتماد اہتمام اور مستشرقین کے ظن وگمان کو ہم پلہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اگر کوئی شخص تمام سائنس دانوں اور محققین کی تحقیقات کے بارے میں کہہ دے کہ میں ان کو نہیں مانتا تو اسے نہ ماننے کی کوئی دلیل بھی تو دینی چاہیے۔بغیر کسی دلیل کے اس کا دعوی ماننا قرین انصاف نہیں ہے

مستشرقین کا قرآن کی عدم صحت کے بارے میں نقطہ نگاہ اس لئے بھی قابل قبول نہیں ہے کہ

ان کے نقطہ نگاہ میں کوئی اتفاقِ رائے نہیں پایا جاتا۔ جس طرح مشرکینِ مکہ میں کوئی تو قرآن کو شاعر کا کلام کہتا تھا کوئی آپ ﷺ کو ساحر کہتا، کوئی مجنون کہتا۔ مشرکین کے اعتراضات کے بے بنیاد ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ یہ کسی ایک موقف پر اکٹھے نہیں ہو سکے تھے سب کی زبانیں مختلف تھیں۔ مستشرقین کی حالت بھی بالکل ایسی ہی ہے۔ قرآن کی محفوظیت کے حوالے سے یہ لوگ تضادات کا شکار ہیں۔ مستشرقین کا ایک گروہ کہتا ہے کہ قرآن عہدِ نبوی سے ہی غیر محفوظ ہے اور لکھا نہیں گیا لہذا بعد میں اس کے اکٹھا ہونے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ میں تو اکٹھا ہو گیا تھا لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کے اصل متن کو باقی نہیں رہنے دیا۔ ایک تیسرا گروہ کہتا ہے کہ پہلے دونوں ادوار میں تو قرآن مکمل طور پر موجود تھا لیکن حضرت عثمان غنیؓ نے اس کا بہت سا حصہ ضائع کر دیا۔ یہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ جن مآخذ کی مدد سے ان لوگوں نے تاریخ تدوینِ قرآن پر تحقیق کی وہ ان سب کے ہاں مشترک ہیں لیکن ان میں سے ایک نے ان مآخذ سے ایک موقف اختیار کیا ہے دوسرے نے اسکے بالکل برعکس نقطہ نگاہ اختیار کر لیا۔

تحقیق کی بنیاد ظن اور تخمینات پر

مستشرقین، اسلام کے بارے میں تحقیق کرتے ہوئے تشکیک کا ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔ وہ اپنی کتابوں میں اسلامی تاریخ سے ثابت شدہ مسلمات کے بارے میں محض اپنے ظن و گمان کی بنیاد پر شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں مسلمہ حقائق کے مقابلے میں ان کی کتابوں میں (Might be, Perhaps, may be, It may have so, It is assumed) کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ گویا ظن و تخمین اور قیاس آرائیوں سے کام لیتے ہیں۔ اگر ہم خالص عقل اور انصاف کی بنیاد پر ہی فیصلہ کریں تو عقل و انصاف یہی کہتا ہے کہ ایک طرف مسلمہ حقائق اور نصوص ہوں دوسری جانب اس طرح کا ظن و گمان ہو تو یقینی بات کو تسلیم کرنا چاہئے یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ مستشرقین کے بارے میں اگرچہ یہ چرچا ہے کہ وہ معروضی اور غیر جانبدرانہ تحقیق کرتے ہیں لیکن درحقیقت یہ لوگ تقلید کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ایک شخص ایک مخصوص مقصد کے تحت ایک نظریہ پیش کرتا ہے تو ان کی بہت بڑی تعداد اس کی تقلید میں وہی نظریہ اختیار کر لیتی ہے بظاہر یہ تاثر ملتا ہے کہ مستشرقین کی اتنی بڑی تعداد نے یہ نقطہ نگاہ پیش کیا ہے حالانکہ یہ نقطہ نگاہ ایک فرد کا ہوتا ہے ایک جماعت کا نہیں ہوتا۔ جارج سیل نے جو کچھ لکھا ہے بعد میں جو مستشرقین آتے ہیں وہی غلطیاں دہراتے ہیں۔ (جاری ہے)

مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی

اسلامک بینکنگ
اسلامی سے زیادہ ایک انسانی ضرورت
(اس میدان میں ماہر علماء کی ضرورت کے پس منظر میں)

مئی ۲۰۰۸ء میں اپنے سفر حجاز کے دوران میں اپنے دوست اور اسلامک ڈیولپمنٹ بنک (I.D.P) کے پروجیکٹ ڈائرکٹر محترم مامون اعظمی صاحب کی دعوت پر جب پہلی دفعہ جدہ میں واقع اس کے صدر دفتر میں حاضر ہوا تو ۱۹۷۵ء میں قائم ہونے والے اس اسلامک بنک کی عالمی سطح پر مثبت اور تیز رفتار کارکردگی کو دیکھ کر اور اس کے متعلق سن کر جہاں مجھے ایک طرف نہایت خوشی ہوئی تو دوسری طرف یہ سن کر کر نہایت افسوس ہوا کہ جس تیزی سے پوری دنیا میں غیر سودی بنیادوں پر اسلامک بنکوں کا قیام عمل میں آرہا ہے اس تناسب سے ان بنکوں اور شرعی مالیاتی اداروں کو رہنمائی کے لئے شریعت کے ماہرین دستیاب نہیں ہورہے ہیں مامون صاحب سے یہ سن کر مجھے حیرت ہوئی کہ اس میدان میں ماہرین کی قلت ہی کا نتیجہ ہے کہ ان بنکوں میں موجود اس میدان کے ماہر علماء ہفتہ میں تین دن جدہ ان کے بنک میں کام کرتے ہیں اور دو دن پڑوس کے خلیجی ممالک میں موجود اسلامک بنکوں میں اپنی خدمات پیش کرتے ہیں، میرے ساتھ موجود عزیزم حفظ الرحمٰن منیری ندوی بھٹکلی کے متعلق جب ان کو معلوم ہوا کہ یہ ندوۃ العلماء سے فراغت کے بعد ملیشیا کی اسلامی یونیورسٹی میں شریعہ فائنانس کا اسلامک بنکنگ کورس کررہے ہیں تو ان کی مسرت کی انتہاء نہ رہی، کہنے لگے آپ ہمیں ان جیسے چند علماء دیجئے ہم ان کو منھ مانگی تنخواہ دینے کے لئے تیار ہیں، انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ مدارس کے فارغین کو اس میدان کی طرف متوجہ کروں، ان کے اس فکر انگیز پیغام کو سن کر مجھے اس نتیجہ پر پہنچنے میں دیر نہیں لگی کہ اس وقت عالمی سطح پر مختلف یونیورسٹیوں سے فارغ ہونے والے اقتصادیات کے ماہر مسلم طلباء سے بھی اسلامی بنکوں کی ضرورت پوری نہیں ہورہی ہے جو عالمی مالیاتی نظام سے تو واقف ہوتے ہیں لیکن اسلامی مالیاتی نظام کی روح سے ان کو مناسبت نہیں ہوتی، اس کے برخلاف

* nadviacademy@hotmail.com

ہمارے علماء بنیادی اسلامی اقتصادی نظام سے دس سال سے زائد فقہ کی کتابوں کو پڑھنے کی وجہ سے نہ صرف واقف ہوتے ہیں بلکہ وہ اس کے ماہر بھی ہوتے ہیں لیکن عالمی مالیاتی وبنکنگ نظام سے عدم واقفیت اور اپنی پڑھی ہوئی فقہی بحثوں اور ابواب کو اس سے تطابق نہ دینے کی وجہ سے ان سے اس میدان میں فائدہ نہیں اٹھا یا جارہا ہے جبکہ فقہ المعاملات ،فقہ المالیات اور الفقہ المقارن کی بحثیں انکی نظر سے گذر چکی ہوتی ہیں، خود ماضی قریب میں بھی جدید اقتصادی نظام سے بھی ہمارے علماء ناواقف نہیں رہے،مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاردی ؒ نے اسلام کا اقتصادی نظام کے نام سے جدید اسلامک بنکنگ کے خدوخال پہلے ہی واضح کردیئے تھے، اسی طرح مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے اسلامی معاشیات کے جدید اصول وضوابط پر ایک مکمل کتاب تالیف کی تھی ،خود مولانا سید ابوالاعلی مودودیؒ نے بھی آج سے ۷۵ سال قبل جدید سودی نظام کے مضرات وقباحتوں پر قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک معرکتہ الاراء کتاب سود کے نام سے لکھ کر سود سے پاک اسلامک مارکیٹنگ کا تصور سب سے پہلے پیش کیا تھا،لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے دینی مدارس میں اسلامک بنکنگ میں تخصص کے دوسالہ کورس کے علاوہ ایک سالہ سر ٹیفکیٹ کورس یا دوسالہ ڈپلوما کورس شروع کرنے کی طرف فوری توجہ دی جائے تاکہ ملت کی ایک اہم ضرورت کی تکمیل ہوسکے،اس کے علاوہ اس میدان میں کام کرنے والے اسلامک بنکوں ومالیاتی اداروں میں بھی اور ان کے اڈوائزری بورڈ میں بھی شریعت کے ماہرین اور متخصص علماء کی موجودگی ناگزیر ہے ورنہ بہت ساری اسکیموں کا جو عملاً ان اسلامی بنکوں میں رائج ہیں سود کے اشتباہ سے خالی ہونا ممکن نہیں ہے۔

ہمارے مدارس عربیہ کے طلباء کو جدید عالمی مالیاتی نظام کو سمجھنا اس لئے بھی آسان ہے کہ موجودہ تجارتی اصطلاحات مثلاً ورکنگ پارٹنرشپ، سلیپنگ پارٹنرشپ ڈپوزٹ ،انوسٹمنٹ ،گیارنٹی ،شیر مارکیٹ وغیرہ اصطلاحات کی تفصیلات شرکت عنان ،مضاربت ،تکافل ،رہن ،سلم ،مرابحہ وغیرہ کے نام سے وہ پڑھ چکے ہوتے ہیں اس سلسلہ میں ابتدائی طور پر علماء کو راغب کرنے کے لئے شروع شروع میں اسلامک بنکنگ کے مختصر تعارفی ورک شاپ سے کام لیا جاسکتا ہے،اس کے بعد ان ہی میں سے کچھ منتخب علماء کو مستقل کورس یا تخصص کیلئے منتخب کیا جاسکتا ہے ،عمومی طور پر مدارس دینیہ کے طلباء وفارغین کو اس کام کی طرف آمادہ کرنے کا دوسرا اور سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ جدید مالیاتی نظام اور اسلام کے اقتصادی نظام کے تقابلی مضمون کو ہر مدرسہ کے آخری درجات کیلئے لازمی قرار دیا جائے اور اس کے لئے کچھ گھنٹے مختص ہوں، اس سلسلہ میں فقہ کے اساتذہ کو ملکی سطح پر ایک تین ماہی تدریسی ورکشاپ قائم کرکے ٹریننگ دی جائے ،تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اسلامی ماہرین اقتصادیات ہی کا ہمارے مدارس میں مستقل تقرر کیا جائے اور سال بھر ان سے فائدہ اٹھایا

جائے ،لیکن مدارس اسلامیہ کے موجودہ مالی حالات اور خود ان مدارس میں پہلے سے موجود تفسیر وحدیث کے قدیم سینئر اساتذہ کی موجودگی میں ان ماہرین کیلئے ان کی شایان شان تنخواہوں کا نظم کرنا عملاً ممکن نہیں ہے، لیکن چوتھا اور سب سے زیادہ آسان وقابل عمل طریقہ یہ ہے کہ ملکی سطح پر کسی بھی بڑے ادارہ کی جانب سے اسلامک بنکنگ کے ایک دوسالہ کورس کا آغاز کیا جائے جس میں ہمارے فارغ علماء میں سے بنیادی طور پر انگریزی سے واقفیت اور دلچسپی رکھنے والوں کو لیا جائے ،پہلے سال صرف انگریزی زبان میں مہارت پیدا کرائی جائے اس لئے کہ اس موضوع کا اکثر مواد اس وقت انگریزی ہی میں ہے،دوسرے سال شروع کے چار ماہ میں عالمی مالیاتی نظام سے ان کو واقف کرایا جائے ،درمیانی چار ماہ میں اس عالمی مالیاتی نظام کو ان کی فقہی تعلیم وتدریس کی روشنی میں تطبیق دینے کی کوشش کی جائے اور آخر کے چار ماہ ملک یا ملک سے باہر بنکنگ نظام کو براہ راست دیکھنے ،سمجھنے اور اس سے واقف ہونے کے لئے خاص کئے جائے ،اس کے لئے ان کی اسلامک بنکوں میں اعزازی طور پر چار ماہ کی ٹریننگ کو لازمی قرار دیا جائے ،اس طرح کرنے سے دوفائدہ حاصل ہونگے ،اول یہ کہ عالمی سطح پر اس میدان میں ماہرین شریعت کی قلت دور کی جاسکیگی دوسرے یہ کہ یہ علماء خود برصغیر کے مدارس میں اور بہتر طریقہ سے ہمارے طلباء کی رہنمائی کرسکیں گے ،اس کے لئے بڑے بجٹ کی بھی ضرورت نہیں ہے ابتداء میں بیس طلباء کا انٹرویو کے بعد انتخاب کیا جائے ان میں سے ہر طالب علم سے ماہانہ فیس دو ہزار روپے لئے جائیں اور ان کی تربیت اور رہنمائی کرنے والوں کو اس میں سے پرکشش تنخواہ دی جائے ،جوطلباء صلاحیت کے باوجود مالی استطاعت نہ رکھتے ہوں ملت کے صاحب خیر ان کے لئے کفالت اور اسکالرشپ کا نظم کریں۔

مذکورہ بالا پوری بحث اسلامک بنکنگ نظام میں ماہر علماء کی ضرورت کے پس منظر میں تھی، اب اس مرکزی موضوع کے دوسرے حصہ کی طرف چلیں جس میں اسلامک بینکنگ کو اسلامی سے زیادہ انسانی ضرورت کے تحت عالم انسانیت کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے، بالخصوص عالمی سطح پر اسلام کو درپیش حالات کے پس منظر میں دعوتی حکمت عملی کے تحت اس کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ ہے گذشتہ دوسالوں سے شروع ہونے والی کساد بازاری، سودی نظام کی ناکامی اور یوروپی وامریکی بنکوں کے یک لخت دیوالیہ ہونے کے تناظر میں ادھر گذشتہ چند سالوں میں اسلام کے مبنی بر عدل غیر سودی نظام کو ثابت کرنا اس وقت جتنا آسان ہے اس سے پہلے تاریخ میں ہمیں کبھی اس طرح کا سنہرا موقع نہیں ملا ہے، اس لئے کہ انسانیت سرمایہ دارانہ نظام کی ناکامی اور سوشلزم کے زوال کے بعد ایک عادلانہ اور منصفانہ متبادل عالمی مالی نظام کی شدت سے منتظر ہے جو اس کو اسلام کے علاوہ کہیں نہیں مل سکتا، اسلامی بنکنگ کی انسانی ضرورت کو ثابت کرنے کی ہماری حکمت عملی سے اسلام سے نفرت اور الرجک رکھنے والوں اور متعصبانہ ذہنیت کے مالک

افراد کیلئے بھی احکام خداوندی کی غیر معمولی حکمت و مصلحت سے واقف کرا کر اسلام کے قریب کرنا ہمارے لئے پہلے سے زیادہ آسان ہو جاتا ہے، مثلاً پہلی دفعہ جب برطانیہ میں وہاں کے میڈیا نے غیر جانب دار ہو کر اعداد وشمار کی روشنی میں برطانیہ میں قائم دارالقضاء اور شریعت کورٹ کی کارکردگی کے مسلم معاشرہ پر مرتب ہونے والے مثبت نتائج کو ظاہر کیا تو دو سال میں خود غیر مسلموں بالخصوص تعلیم یافتہ عیسائیوں کی ایک بڑی تعداد نے اپنے نکاح وخلع، طلاق و فسخ وغیرہ کے معاملہ میں ان اسلامی عدالتوں سے رجوع کرنا شروع کیا اور ان کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ ان کو صحیح انصاف سرکاری عدالتوں کے بجائے مسلم دارالقضاء ہی میں مل سکتا ہے، اسی طرح امریکہ اور فرانس میں جب غیر اسلامی ذبیحہ کے طریقوں پر انسانی وطبی نقطہ نظر سے بحث کی گئی اور اس کے مقابلہ میں اسلامی ذبیحہ کے انسانی صحت پر پڑنے والے مثبت اثرات کا تفصیلی تجزیہ مسلسل الیکٹرونک میڈیا میں نشر ہوتا رہا تو گذشتہ کئی سالوں سے حلال ذبیحہ کے خریداروں میں خود امریکیوں اور فرانسیسیوں کا اوسط تیزی سے بڑھنے لگا، ٹائمس میگزن امریکہ کی تازہ رپورٹ کے مطابق سال ۲۰۰۸ تا ۲۰۰۹ کے دوران حلال غذا کی مالیت ڈیڑھ سو ارب ڈالر سے ۶۳۲ امریکی ڈالر ہو گئی تھی، یہ ویسے ہی تھا جیسا کہ عالم اسلام میں پہلی دفعہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے مسلمانوں کے سیاسی زوال وتنزل کو مسلمانوں کے حق میں نہیں بلکہ بنی نوع انسان کے حق میں ایک ناقابل تلافی خسارہ ثابت کرنے کی کامیاب کوشش کی تھی اور اس سلسلہ میں اپنی معرکتہ لآراء کتاب" انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر" کے ذریعے پوری انسانیت کی جانب سے داد تحسین حاصل کی تھی۔

ان ہی تجربات کی روشنی میں ضرورت اس بات کی ہے کہ غیر سودی نظام کو غیر اسلامی نظام ثابت کرنے سے زیادہ غیر انسانی، غیر طبعی اور غیر اخلاقی ثابت کرنے پر پورا زور صرف کر دیا جائے اور اعداد وشمار اور حقائق وواقعات کی روشنی میں اس بات کو ثابت کیا جائے کہ اس غیر انسانی سودی نظام نے صرف گذشتہ سو سال میں انسانیت کو معاشی واقتصادی اعتبار سے بھی ہلاکت کے کس غار تک پہونچا دیا ہے، اس کے لئے صرف امریکی ویوروپی بنکوں کی مثالیں کافی ہیں، ہمیں دنیا کو یہ بتانا ہے کہ عالمی سطح کی موجودہ کساد بازاری اور کروڑوں انسانوں کی یک لخت بے روزگاری کے پس پردہ اسی سودی نظام کی خباثتیں ہیں جس نے قرضوں تلے دبے ہزاروں انسانوں کو خودکشی پر مجبور کیا، پلک جھپکنے میں کروڑ پتی سے بھک پتی کر دیا، سودی قرض لینے والوں کو اسراف وعیش پسندی کا خوگر بنادیا، اخلاقی حدود وقیود کو پامال کر دیا، کریڈٹ کارڈ کی شکل میں انسانوں کا راتوں رات دیوالیہ کر دیا، اسی مالی نظام نے انسانوں کو اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کرنے کا عادی بنادیا، غریب کو غریب تر کر دیا اور عالمی سطح پر غربت کے گراف میں ناقابل یقین اضافہ کیا، اسی غیر سودی نظام نے پہلے خود سود لینے والوں کو ڈبو دیا اور کنگال کیا بالآخر گذشتہ دو سال کے اندر وہ مناظر بھی چشم

فلک نے دیکھے کہ جس نے دوسروں کو کنگال کیا ایک دن وہ خود بھی کنگال ہو گیا، یورپ کے اسٹاکس ایکسچینج اچانک بیٹھ گئے امریکی انشورنس کمپنیاں دیکھتے دیکھتے بیٹھ گئیں، برطانیہ اور فرانس کے شیر بازار خود اپنے اصل سرمایہ اور Assets سے بھی محروم ہو گئے یہ تو دیر سویر ہونا ہی تھا اس لئے وعدہ خداوندی ہے کہ " یمحق الله الربا و یربی الصدقات" (اللہ تعالی سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے)۔

دوسری طرف ہمیں عالم اسلام کو یہ دکھانے کی بھی ضرورت ہے کہ مغرب کے اسی خود ساختہ سودی نظام کے مقابلہ میں جب اسلام کے غیر سودی عادلانہ اور منصفانہ مالیاتی تجربات کو روبہ عمل لایا گیا تو انسانی طبقات پر اس کے غیر معمولی اثرات کیسے مرتب ہوئے، پہلی دفعہ باقاعدہ ۱۹۶۳ء میں مصر کے ایک گاؤں میں اسلامک بنکنگ کا چھوٹا سا تجربہ کیا گیا اور اب تک الحمد للہ ۷۵ سے زائد مسلم اور غیر مسلم ملکوں میں تین سو سے زائد اسلامک بنک اور شریعت کی بنیادوں پر قائم مالیاتی ادارے وجود میں آئے جو اس وقت انڈونیشیا، ملیشیا، ایران، سوڈان، اردن، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور کویت وغیرہ میں پھیلے ہوئے ہیں اور الحمد للہ ہر سال اس میں دس فیصد کی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے اور ان اسلامی بنکوں میں آج بھی تقریباً پانچ کھرب ڈالر کا محفوظ سرمایہ موجود ہے جو عالمی بنکوں میں موجود امریکہ کے ۱۲،۷ ٹریلین ڈالر کے مقابلہ میں ۴% کے قریب ہے، ہمیں برادران انسانیت کو یہ بتانا ہے کہ اسلامی بنکنگ کی عالمی سطح پر مقبولیت کا اندازہ وہ صرف اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ برطانیہ کی یونیورسٹی آف ریڈنگ نے اسلامک فائنانس کورس کے لئے ایک مستقل شعبہ شروع کیا ہے، فرانس کی یونیورسٹی کی طرف سے بھی اس طرح کی خوش کن اطلاعات آرہی ہیں، ملیشیا میں اسلامک بنکنگ سے استفادہ کرنے والوں میں پہلے سال ہی ۵۰% سے زائد غیر مسلم تھے، سنگاپور نے جب اسلامک بانڈ جاری کئے تو اس سلسلہ میں سرمایہ کاری کرنے والوں کا اندازہ تھا کہ اسلامک بانڈ کی مقبولیت کا یہی حال رہا تو صرف اگلے دو تین سالوں میں اس کی مالیت ایک کھرب ڈالر تک بآسانی پہونچ جائیگی، امریکہ میں اسلامک بنک کا آغاز ہو چکا ہے، خود فرانس کی حکومت بھی اپنے یہاں اس غیر سودی اسلامی بنکنگ نظام کو جاری کرنے پر سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں جب بنی نوع انسانی کے سامنے اللہ تعالی کے حرام کردہ سودی نظام کے مضرات ونقصانات کی تفصیلات پیش کی جائیگی تو ہمیں امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ اس سودی نظام کے خلاف بغاوت کرنے والوں اور اس کے مقابل میں اسلامی مالی نظام کو جاری کرنے کا مطالبہ کرنے والوں میں خود غیر مسلم مسلمانوں سے زیادہ پیش پیش ہونگے، اس طرح امید ہے کہ انسانیت کو اللہ رب العزت کے غیر معمولی غیظ وغضب سے بچانے میں ہمارا یہ اسلامی مالیاتی نظام سب سے اہم رول ادا کریگا "وما ذلك على الله بعزيز"

کاروانِ آخرت

- حضرت شیخ الحدیث مولانا سید ابانؒ فاضل دیوبند
- حضرت مولانا محمد فضل الرحیم فاضل دیوبند
- شیخ الحدیث مولانا امیر حمزہؒ
- پیر طریقت مولانا احمد عبدالرحمٰن صدیقیؒ

حضرت شیخ الحدیث مولانا سید ابانؒ فاضل دیوبند کی رحلت

علم اور اہل علم دنیا میں روشنی اور اُجالا پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ اہل علم (علماء) کے اُٹھ جانے سے علم دنیا سے ناپید ہورہا ہے، حدیث شریف کی رو سے قیامت کے قریب علم اٹھا لیا جائے گا اور علم اٹھانے کی صورت یہی ہوگی کہ علماء تیزی سے دنیا سے پردہ فرماتے جائیں گے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی یہ ہے کہ سوات میں فضلائے دیوبند کی آخری نشانی مولانا سید ابانؒ ۱۳ جون ۲۰۱۵ء بوقت عصر ۵:۵۰ پر مختصر علالت کے بعد مقامی ہسپتال انتقال کر گئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، اللھم اکرم نزلہ وبرد مضجعہ، وانزل علیہ شآبیب الرحمات والمغفرۃ والرضوان آپ کی رحلت کی خبر دارالعلوم حقانیہ کے معقولات اور حدیث کے جید استاد حضرت مولانا رشید احمد سواتی نے بذریعہ ٹیلی فون دی جس سے احقر اور پوری علمی دنیا کو سخت دھچکا لگا۔

یاس و حسرت کی فضا چھائی ہوئی ہے چارسو
برقِ غم سے مضطرب احساس کا خرمن ہے آج

عالم اسلام اس وقت حالت جنگ میں ہیں علماء اور اہل اللہ اس جنگ میں مورچوں پر دفاع کرنے والے کمانڈروں کی مانند ہیں۔ قحط الرجال کے اس دور میں اکابر کا اسطرح اٹھ جانا بہت بڑی بد قسمتی اور خسارہ ہے۔ میں نے کئی دفعہ مرحوم سے ملاقات کا ارادہ کیا، تاکہ آپ کے احوال وسوانح قلم بند کرکے محفوظ کیے جاسکے لیکن وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ آپ کا نماز جنازہ ۱۴ جون کو رات

٭ استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ساڑھے نو بجے آپکے آبائی گاؤں میں ادا کیا گیا جس میں سوات بھر کے ہزاروں علماء، صلحاء اور عوام نے شرکت کی۔ مرحوم تقسیم ہند سے قبل دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے والے فضلاء میں حضرت شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذ خاص تھے، آپ نے فراغت سے لیکر وفات تک علم کی ترویج و اشاعت کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی۔

پیر بابا سے نسبی تعلق اور ابتدائی تعلیم

آپ کا نسبی تعلق معروف روحانی و علمی شخصیت پیر بابا مرحوم کے پوتے جناب شیخ قاسم بابا سے تھا۔ آپکا سلسلہ نسب یوں ہے، سید ابان بن سید عثمان بن سید کمال بن سید ابن علی بن سید قاصد الدین بن عزالدین بن میاں پیر امام بن شیخ کبیر بن سید قاسم بن سید مصطفیٰ بن سید علی ترمذی المعروف پیر بابا۔

قرآن پاک ناظرہ آپ نے اپنے والد صاحب سے پڑھا جنہوں نے ۱۲۰ سال کے طویل زندگی پائی اس کے بعد ابتدائی دینی تعلیم اپنے گاؤں کے معتبر علماء سے حاصل کی پھر سوات کے مختلف دیہاتوں میں اس زمانے کے بڑے علمائے کرام سے علوم وفنون میں کسب فیض پایا۔ زمانہ طالب علمی کے دوران آپ نے کافیہ اور صرف کی کتابیں ازبر یاد کیں، اپنے محبوب استاد جورے باباجی مولانا (محمد قمر) صاحب کے ترغیب دلانے پر ایشیاء کے عظیم اسلامی مدرسہ دارالعلوم دیوبند کا رخ اختیار کیا۔ جورے مولانا نے آپ کو رخصت کرتے ہوئے کہا کہ وہاں دیوبند میں آپ سے امتحان لیا جائے گا لیکن تم ڈرو اور گھبراؤ نہیں اس لیے کہ وہاں کسی کے ساتھ زیادتی اور حق تلفی نہیں ہوتی تاہم اگر خدانا خواستہ امتحان میں ناکامی کا سامنا ہو تو پھر رامپور میں مولانا مفتاح الدین صاحب کے پاس چلے جانا۔

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ اور اساتذہ

آپ کا داخلہ امتحان حضرت مولانا اعزاز علی صاحب نے کافیہ میں منہا ما وقع تفصیلاً لاثر مضمون حملة کی عبارت میں لیا۔ جب انہیں پتا چلا کہ آپ کافیہ کے حافظ ہے تو اس پر آپ کو بڑی داد دی۔ ۱۳۵۹ھ میں آپ کو دیوبند میں داخلہ ملا۔ تقریباً آٹھ برس تک آپ نے دیوبند میں شرح جامی سے لیکر فنون کی اعلیٰ کتابوں تک پھر موقوف علیہ اور آخر کار دورۂ حدیث شریف کی بھی وہی سے تکمیل کی۔ دیوبند میں زمانہ تعلیم کے دوران آپ کی غربت کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنے دیگر چار ساتھیوں کے ساتھ ایک کمرے میں رہائش پزیر تھے تو آپ لوگوں کو پانچ روٹیاں مدرسے کی جانب سے ملتی تھی۔ ان میں تین روٹیاں کھا کر سب ساتھی گزارا کرتے اور بقیہ ۲ روٹیاں بیچ کر اس پر اپنی دیگر ضروریات چائے اور پہننے کے کپڑے وغیرہ

پورا کرتے۔والیٔ سوات اس زمانے میں انہیں چھ ماہ کے بعد ۲ روپیہ وظیفہ بھیجتے تھے۔ایک دفعہ فرمایا کہ جب ہم دیو بند میں پڑھتے تھے تو وہاں بجلی کا بندوبست نہ تھا رات کو ہم چاند کی روشنی میں پڑھتے تھے اور دن ایام میں چاند کی روشنی نہ ہوتی تو ہم ایک ہندو کے گھر کے باہر چراغ کی جو روشنی کھڑکیوں سے نکل کر آتی تھی اس میں کتاب کا مطالعہ کرنے پر مجبور ہو جاتے۔آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے علاوہ شیخ الاسلام قاری محمد طیبؒ، حضرت مولانا اعزاز علیؒ، مولانا محمد ادریسؒ، مولانا عبدالاحدؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، مولانا عبدالخالق، مولانا محمد علی اور مولانا محمد جلیل شامل ہیں۔

فراغت

دیو بند سے ۱۳۶۶ھ کو آپ فارغ التحصیل ہوئے۔آپ کے سند فراغت پر ۳۳۱۷ کا نمبر مرقوم ہے۔

درس وتدریس

فراغت کے بعد پنجاب کے علاقے مکڑ اور مردان کے دیہات کالو خان میں مختلف وقفوں کے ساتھ تدریس کرتے رہے۔علم کے فروغ سے اس حد تک عشق تھا کہ ساری عمر شادی بھی نہ کی۔آپ نے عمر کا آخری حصہ اپنے گاؤں مٹہ سوات کے موضع پیر کلے کی ایک مسجد میں گوشہ نشین ہو کر گزارا، مسجد میں حدیث وفنون کی اعلیٰ وسطانی اور ابتدائی کتب کی تدریس وفات سے چند ہفتے قبل تک جاری رکھی۔دور دراز سے ہر وقت درجنوں تشنگان علوم آپ کے ہاں آکر گاؤں کے مختلف مساجد میں اقامت اختیار کر کے خوشہ چینی کرتے رہے۔آپ اکثر بخاری شریف کا درس یاد سے شروع کرتے اور درس کے دوران ایسے عجیب انداز سے تحقیقات فرماتے کہ نہ صرف عقل دنگ رہ جاتی بلکہ قرون اولیٰ کے اکابر علماء کی یاد تازہ ہو جاتی۔

تصوف وسلوک

تصوف وسلوک میں آپ نے جورے بابا سے کسب فیض پایا اور ان کی طرف سے سلسلہ قادریہ میں ماذون ہو کر دلائل الخیرات، حزب البحر اور قصیدہ بردہ کی خصوصی اجازت حاصل کی۔جورے بابا نے انھیں فرمایا کہ آپ میرے خلیفہ ہیں، تاہم اس کا افشاء فی الحال لوگوں میں نہ کریں۔یاد رہے کہ جورے بابا معروف صاحب کشف وکرامت اور متبع سنت بزرگ گزرے ہیں۔

نو ماہ کے طویل عرصے تک بغیر پٹرول پانی سے گاڑی چلنے کی کرامت

مولانا ابان اپنے اس پیر واستاد کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ ان کے ہاں مقیم تھے کہ درش خیلہ کے ایک شخص نے نئی گاڑی خریدی۔یہ وہ زمانہ تھا کہ جب پورے علاقے میں شاذ ونادر ہی کسی کے پاس گاڑی ہوتی تھی۔تو وہ اس گاڑی کو بابا جی کے پاس لایا اور اس سے عرض کیا کہ آپ

میرے ساتھ اس گاڑی میں بیٹھ کر ہمارے ہاں ختم قرآن کی تقریب میں شرکت اور دعا کیلئے جائیں۔ جب وہ گاڑی روانہ ہوئی تو کچھ فاصلے پر اس میں پٹرول ختم ہوگیا۔قریب کوئی پمپ نہ تھا تو جورے بابا نے اپنے شاگرد سید ابان کو فرمایا کہ لوٹے میں قریبی مسجد سے پانی بھر کر لاو اور پٹرول کی جگہ ڈال دو۔ اس کے بعد گاڑی روانہ کی گئی تو گاڑی چلنے لگی۔ بابا جی نے ڈرائیور کو ساتھ ہی تاکیداً فرمایا کہ اس بات کو کسی پر ظاہر نہ کرو۔ یہ گاڑی نو ماہ تک اسی پانی سے چلتی رہی۔نو ماہ کے بعد اس نے اس راز کو جیسے ہی لوگوں پر ظاہر کیا اسی وقت گاڑی رک گئی۔

ظرافت

کبھی کبھی آپ طلبہ کے ساتھ ظرافت طبع کا اظہار بھی کرتے ،ایک دفعہ فرمایا کہ دیو بند میں ایک طالب علم سے امتحان لیتے ہوئے مولانا اعزاز علی نے سوال کیا کہ کلمہ کی قسمیں ہیں تو اس طالب علم نے برجستہ جواب دیا کہ چھ کلمے ہیں۔ جس پر ممتحن صاحب نے تعجب خیز مسکراہٹ کے ساتھ فرمایا سبحان اللہ تو طالب علم نے کہا کہ کلمہ کی ایک قسم تو یہ بھی ہے۔

سادگی ،مہمان نوازی اور طوالت عمر

مرحوم کی رحلت سے علمی دنیا میں بہت بڑا خلا پیدا ہوا ہے،آپ انتہائی سادہ مزاج ،بناوٹ اور تصنع سے کوسوں دور شخصیت کے حامل تھے۔ جب مہمان آپ سے ملنے آتے تو اس بڑھاپے کے عالم میں ضعف کی وجہ سے آپکی کمر کمان کی مانند دوہری ہوگئی تھی پھر بھی آپ خود ان کی تواضع اور میز بانی کے لیے اُٹھ کھڑے ہوتے ، چائے وغیرہ بناتے اور رخصت ہوتے وقت انکے ساتھ مسجد سے باہر تک ساتھ آتے۔آپ کی عمر ایک سو دس برس کے لگ بھگ تھی۔ایک حدیث شریف میں ہے کہ بہترین شخص وہ ہے جسؐ کی عمر بھی لمبی ہو اور عمل بھی نیک ہو۔مرحوم اسی حدیث کے مصداق تھے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ سے دیرینہ تعلق : جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے ساتھ مرحوم کی دیرینہ اور عقیدت مندانہ تعلق ساری عمر رہا،ایک دفعہ دارالعلوم حقانیہ کسی طالب علم کے داخلے کے سلسلے میں آئے تو دارالعلوم کے استاد مولانا محمد علی مرحوم کو شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے پاس سفارشی طور پر پیش کیا ،مولانا عبدالحقؒ نے انہیں مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کیا تمہارا اور میرا تعلق جو دیو بند کے زمانے سے قائم ہے وہی کافی نہ تھا کہ اب آپ نے مولانا محمد علی کو بیچ میں واسطہ بنایا۔اس کے بعد ان کی بھرپور ضیافت فرمائی رات انکے حجرے میں قیام کیا۔صبح دارالعلوم حقانیہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کیساتھ تشریف لائے اور انکے درس حدیث میں بیٹھے ، درس کے اختتام پر مولانا سید ابان کے بقول :

انھوں نے پوچھا کہ میرے درس کے بارے میں کیا تاثرات ہیں جس پر سیداہان صاحب نے فرمایا کہ آپ نے ہمیں حضرت مدنیؒ کی یاد دلادی۔

مشہور تلامذہ: مرحوم کے تلامذہ میں مولانا محمد اسحاق مدین، مولانا محمد اسماعیل فاضل دیوبند ساکن مکہ مکرمہ، مولانا حبیب اللہ کراچی، مولانا قاضی صاحب آف قمبر اور مولانا رشید احمد سواتی وغیرہ شامل ہیں۔گزشتہ ماہ مولانا رشید احمد سواتی کی تازہ تالیف دفاع درس نظامی کے عنوان پر شائع ہوئی۔تو اس کی تقریب رونمائی کا انعقاد کیا گیا، جس میں مرحوم موصوف کو بھی مدعو فرمایا۔اس پر آپ نے دارالعلوم حقانیہ آنے کا پختہ آمادگی ظاہر فرمائی،لیکن بعد میں بوجوہ یہ پروگرام ملتوی ہوا۔جس کی وجہ سے ہم ان کی زیارت سے بہرہ ور نہ ہوسکے۔ آپ کے ایک بھتیجے مولانا محمد مصطفیٰ صاحب دارالعلوم مدہ سوات کے فارغ التحصیل ہیں جنھوں نے آپ کی خدمت میں کوئی کسر نہیں رکھی۔جنہیں مرحوم نے اپنی خلافت سے بھی نوازا، آپکا نسبی اولاد تو نہیں لیکن یہی برادرزادہ آپ کا جان نشین ہیں۔

حقانیہ میں دعائے مغفرت اور فاتح خوانی: ان کی مغفرت کے لئے دارالعلوم حقانیہ میں مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی سربراہی میں ختم قرآن اور فاتحہ خوانی کی گئی۔

شیخ الحدیث دارالعلوم نصرت الاسلام انگلینڈ

حضرت مولانا محمد فضل الرحیم فاضل دیوبند

کچھ عرصہ قبل دارالعلوم حقانیہ میں اساتذہ کرام کے ساتھ ایک علمی مجلس میں بقیۃ السلف اکابر علماء کرام کا موضوع زیر بحث تھا ،اس دوران دارالعلوم حقانیہ کے معقولات کے استاد مولانا رشید احمد نے کہا کہ ہمارے گاؤں کے ایک عالم دین مولانا فضل الرحیم بھی دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں جو کہ اس وقت شدید علیل ہوکر اپنے بیٹے کے ہاں حسن ابدال کے قریب کے ایک گاؤں منوگر میں قیام پذیر ہیں۔احقر نے یہ سن کران سے ملاقات کا اسی وقت تہیہ کیا تا کہ اُن کے فیض و برکت سے بھی استفادہ کرسکوں اور اُن کے احوال وسوانح بھی قلم بند کی جاسکے۔اسی منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کیلئے احقر ۲۰ فروری بروز جمعہ بعد نماز عصر اپنے چھوٹے بیٹے محمد معز الحق سلمہ اور طالب علم ساتھی مولانا شاہد مشہود کو ساتھ لے کر حسن ابدال روانہ ہوا۔شام کی نماز کے بعد اُن کے گھر پہنچے۔موصوف کے ایک فرزند جناب سعید احمد نے بڑی محبت کے ساتھ ہمارا استقبال کیا اور پھر ہمیں اپنے والد صاحب کے پاس لے کر گئے۔اس وقت مولانا فضل الرحیم صاحب نیم غنودگی کے

عالم میں چارپائی پر لیٹے تھے اور مختلف ڈاکٹر صاحبان اس موقعہ پر اُن کے سینے سے پمپ کے ذریعے ریشہ نکالنے کے عمل پر مصروف نظر آرہے تھے۔ مولانا کے فرزند نے بتایا کہ گزشتہ دس دنوں سے والد صاحب اسی کیفیت میں ہے، بات چیت کرنا بھی چھوڑ دی ہے۔ صرف انگشت شہادت اٹھا کر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتے ہیں، میں نے حسرت بھری آہ کے ساتھ کہا کہ افسوس صحت کی حالت میں انکی ملاقات میسر نہ ہوسکی، کچھ دیر بعد میں نے مولانا فضل الرحیم صاحب سے مصافحہ کیا اور بلند آواز سے السلام علیکم کہا جس پر انہوں نے میرے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں روک کر دبایا جس سے بڑی حد تک اطمینان ہوا کہ حاضری بھی لگ گئی اور محبت کا اظہار بھی فرمایا۔ ہماری یہ ملاقات تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پر محیط تھی۔ اس دوران عشاء کی نماز پڑھی اور کھانا بھی کھایا، افسوس کہ اس نشست کے پانچ دن بعد یہ عظیم شخصیت بروز بدھ ۲۵ فروری ۲۰۱۵ء کو اپنے گاؤں درشخیلہ میں انتقال کر گئی اور ہم ان کے فیض و برکت سے محروم ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں نے اس ملاقات میں جناب سعید صاحب اور اس کے دوسرے بھائی مولانا ریاض صاحب سے ان کے والد صاحب کے کچھ حالات نوٹ کیے جو یوں تھے:۔

نام ونسب: مولانا فضل الرحیم بن حضرت مولانا محمد مرتضٰی بن محمد محب اللہ بن فیض اللہ۔ آپ کے اجداد میں بعض بڑے روحانی بزرگ بھی گزرے ہیں۔ جن میں جناب سید عبدالجلال بخاری المعروف منزری بابا اور ان کے والد جناب حضرت سید عبداللہ شاہ بخاری کوہاٹی مشہور ہیں۔ آپ کے والد مولانا مرتضٰی صاحب ایک عرصہ تک سمندری جہاز میں ملازم رہے، بعد میں طب و حکمت کے شعبہ سے وابستہ ہوئے۔ اس شعبہ میں انہیں خاص مہارت اور کمال حاصل تھا۔ خود مولانا موصوف بھی حکمت میں ماہر حکیم تھے۔ نبض سے ہی بیماری جان لیتے تھے۔

پیدائش و ابتدائی تعلیم: ۱۹۲۷ء کو پیدا ہوئے۔ آپکی والدہ نہایت نیک پارسا عورت تھی۔ وہ چلتے پھرتے قرآن پاک کی کثرت سے ورد کرتی تھی۔ سورت یسین شریف بچپن سے انکی زبان سے یاد کیا اور پھر قرآن مجید کی تعلیم اپنے والد سے پائی۔ ابتدائی دینی تعلیم کوز درشخیلہ کے معروف عالم دین مولانا عبدالحلیم سے پائی۔ کچھ عرصہ کیلئے مردان اور نوشہرہ کے دیہاتوں میں مختلف ماہرین فن علماء سے کسب فیض پایا۔

اعلیٰ تعلیم و فراغت: فنون کی تکمیل کیلئے ہندوستان جا کر پہلے مظاہر العلوم میں داخلہ لیا پھر دارالعلوم دیوبند پہنچے، جہاں چار سال تک تحصیل علم کے بعد ۱۹۴۸ء میں فراغت پائی، دوران تعلیم آپ کا علمی انہماک اس حد تک رہا کہ چار سال تک اپنے گاؤں سالانہ تعطیلات کے موقعہ پر بھی نہیں آئے۔

درس تدریس: حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحبؒ نے تحصیل علم کے بعد انہیں وہاں درس وتدریس کی پیشکش بھی کی لیکن ان کے والد صاحب نے اجازت نہ دی، انکی خواہش تھی کہ اپنے گاؤں میں ہی علم دین

کو فروغ دے۔لہٰذا واپس آ کر اپنے گاؤں کی ایک مسجد میں امامت وخطابت کے ساتھ درس وتدریس شروع کی جہاں افغانستان اور صوبہ سرحد کے دور دراز علاقوں سے لوگ آپ کے پاس علمی پیاس بجھانے کیلئے آتے رہیں۔والی سوات نے انہیں کئی دفعہ اپنے دارالعلوم میں اور کالجوں میں لیکچررشپ کی پیشکشیں کیں لیکن انہیں بھی یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ مجھے اپنے گاؤں میں ہی علم کی ترویج واشاعت کرنی ہے۔

دارالعلوم نوٹنگم انگلینڈ میں: مولانا کمال خان جو کہ انگلینڈ میں مقیم تھے، انہوں نے آپ کو نوٹنگم دارالعلوم کے قیام پر وہاں آنے کی دعوت دی جسے آپ نے ابتدا میں رد کیا لیکن بعد میں مولانا یوسف افشانی، مولانا رضا اور جناب افضل خان صاحب کے بڑے بھائی محمد عالم خان کے بار بار اصرار پر مجبور ہو کر قبول کیا۔۱۹۸۴ء میں حج کی ادائیگی کی بعد وہاں تشریف لے گئے جہاں مدرسہ نصرت الاسلام میں عرصہ تیس برس تک علوم نبوی ﷺ کی خدمت میں مصروف رہیں۔انگلینڈ میں قیام کے دوران آپ سے سینکڑوں یورپین نوجوانوں کے علاوہ افریقہ کے لوگوں نے بھی بھرپور استفادہ کیا۔آپ نے وہاں مشکوٰۃ شریف، ترمذی شریف، ھدایہ اولین وآخرین کا درس طویل عرصے تک رہا۔آخری پانچ سال کے دوران بخاری شریف اور مسلم شریف کا درس آپکے ذمہ تھا۔

مشاہیر تلامذہ: آپکے تلامذہ میں مولانا محمد نعیم انگلینڈ، مولانا فضل اللہ جامعہ فریدیہ اسلام آباد، مولانا فہیم صاحب نمائندہ وفاق المدارس مالاکنڈ ڈویژن، مولانا نعیم صاحب نیروبی کینیا، مولانا وحید شاہ چھچھ مقیم مانچسٹر، مولانا عفان صاحب وغیرھم قابل ذکر ہیں۔

وفات: ۲۶ رمضان ۱۴۳۵ھ کو آپ پر فالج کا حملہ ہوا اور کومہ میں چلے گئے، بعد میں افاقہ ہوا لیکن پوری طرح صحت یاب نہ ہو سکے، اسکے بعد طویل عرصے تک آپ صاحب فراش رہے تا آنکہ ۲۵ فروری ۲۰۱۵ء کو صبح اذان فجر کے وقت اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ اللّٰھم اغفرہ ورحمہ واجعل الجنۃ مثوہ۔ جنازہ آپ کے فرزند مولانا ریاض صاحب نے سہ پہر ۳ بجے پڑھایا جسمیں سخت برفانی سردی کے باوجود ڈھائی سے تین ہزار تک افراد نے شرکت کی۔

شیخ الحدیث مولانا امیر حمزہؒ کی المناک شہادت

مہتمم دارالعلوم تقویٰ نوشہرہ

ملک عزیز پاکستان کی گلی گلی خون ناحق سے رنگین ہے، آئے روز کسی نہ کسی جگہ بے گناہ انسانوں کو لقمہ اجل بنایا جا رہا ہے۔گزشتہ کچھ عرصے سے سفاکیت اور بے دردی کی جو تاریخ رقم کی گئی اسکی تو مثال بھی نہیں ملتی۔خیبر سے لے کر کراچی تک سینکڑوں علماء کرام کو خون میں نہلایا گیا۔دن دہاڑے،

آئین و قانون کے رکھوالوں کے سامنے یہ کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ کسی ایک بھی عالم دین کے قاتل کو سولی پر چڑھانا تو درکنار ہتھکڑی تک ڈالنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی گئی۔ آج ہم ایک اور عالم دین کی شہادت پر آنسو بہا رہے ہیں۔ دارالعلوم تقویٰ مسجد نوشہرہ کے صوفی منش مہتمم شیخ الحدیث، تبلیغی جماعت کے سرکردہ رکن، بے آب و گیاہ کنہ خیل گاؤں کے مرنجاں مرنج عالم دین حضرت مولانا امیر حمزہ صاحب کو بروز جمعہ ۲۷ مارچ ۲۰۱۵ء کو بعد نماز مغرب اپنے گھر کے دروازے کے سامنے کسی ظالم شقی القلب، ناعاقبت اندیش نے بے دردی سے قتل کر دیا۔ اِنا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

کتنی مشکل زندگی ہے کس قدر آساں ہے موت
گلشن ہستی میں مانند نسیم ارزاں ہے موت

کسی عالم دین کے ساتھ دشمنی وہی کر سکتا ہے جو اپنے بد انجام کا طلب گار ہو۔ مرحوم کو تو اللہ تعالیٰ نے شہادت کی خلعت سے نواز کر اعلیٰ منصب پر فائز کر دیا تاہم انکے تلامذہ، پسماندگان اور پوری علمی دنیا کیلئے انکی رحلت بہت بڑا خسارہ ہے۔ آپ کا نماز جنازہ اگلے روز ۲۸ مارچ کو ۱۱ بجے آبائی گاؤں میں مولانا حبیب الحق المعروف شوہ مولوی صاحب نے پڑھایا جس میں ہزاروں کی تعداد میں علماء، طلباء، صلحاء نے شرکت کیں۔ احقر نے نماز جنازہ سے قبل تعزیتی خطاب میں انکے تبلیغی اور علمی خدمات پر روشنی ڈالی۔ پھر مولانا حامد الحق نے انکی مجاہدانہ زندگی پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ حضرت مولانا عبدالحلیم دیر بابا اور حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب نے انکے فرزندوں مولانا قاری محمد بلال اور مولانا مفتی عادل کی دستار بندی کروائی۔

آخری ملاقات: خانوادہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کیساتھ آپ کا تعلق ہمیشہ مشفقانہ بلکہ عقیدتمندانہ رہا۔ سیاسی میدان میں الیکشن کے معرکوں کے دوران وہ ہمیشہ ہمارا بھرپور ساتھ دیتے رہیں۔ جب بھی ہم ملاقات کیلئے جاتے تو اپنا مسند چھوڑ کر ہمیں بٹھا دیتے تھے۔ بازار سے تواضع کیلئے جو کچھ ملتا وہ سب کچھ لا کر سامنے رکھ دیتے تھے۔ وفات سے ایک ماہ قبل احقر دارالعلوم حقانیہ کی نئی زیر تعمیر مسجد کیلئے اہل خیر تعاون دلانے کے سلسلہ میں حاضر ہوا تو بڑی آؤ بھگت فرمائی اور کہا کہ آج کل دکانداروں کی مندی ہے۔ لہٰذا طے یہ ہوا کہ ڈیڑھ دو ماہ کے بعد انشاء اللہ پورے نوشہرہ میں بھرپور مشن چلائیں گے۔ ہمیں کیا پتہ تھا کہ یہ آخری ملاقات ہے؟

اوصاف: آپ سادگی، بے نفسی اور تواضع کے عجیب نمونہ تھے۔ کتاب اور مطالعہ سے حد درجہ لگاؤ تھا اپنے تلامذہ کو بھی کتب بینی کی تلقین کرتے اور فرماتے کہ اتنا مطالعہ کرو کہ تمہیں اس کا روگ پڑ جائے۔ اُنکی ظاہری ہیبت سے پتہ نہیں چلتا تھا کہ یہ ایک بڑے عالم دین اور مدرسے کے مہتمم ہیں۔ ایسا لگتا تھا

کہ کوئی دیہاتی کسان ہے۔آپکی مختصر سوانح حیات یوں ہے۔
پیدائش اور طالب علمی: ۱۹۵۵ء میں علاقہ خٹک کے پہاڑی گاؤں کنہ خیل میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم نوشہرہ کینٹ کے نمبر ا اسکول میں پائی۔۳-۱۹۷ء میں نوشہرہ گورنمنٹ ڈگری کالج سے ایف ایس سی اعلیٰ نمبرات سے پاس کیا۔اس زمانے میں آپکے ایک بھائی جرمنی میں مقیم تھے جنھوں نے اپنے اس بھائی کو میڈیکل کی تعلیم دلانے کیلئے وہاں بلایا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں کسی اور میدان کیلئے چنا تھا۔اپنی زندگی میں انقلابی تبدیلی کے متعلق خود وہ فرماتے تھے کہ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھے کہہ رہا ہے، حمزہ اُٹھو تو بڑا عالم دین بنے گا بس اس خواب نے آپ کی زندگی بدل کر رکھ دی۔تبلیغی جماعت میں سہ روزہ لگانے کے بعد پہلے حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی جس کے بعد مدرسہ عربیہ رائے ونڈ میں درس نظامی کیلئے داخلہ لیا۔جہاں حضرت مولانا احسان صاحب، حضرت مولانا جمشید صاحبؒ اور حضرت مولانا ظاہر شاہ صاحبؒ سے کسب فیض پایا۔موقوف علیہ تک تمام درجات رائے ونڈ مرکز کے نورانی ماحول میں پڑھیں۔مولانا جمشید صاحب آپ کے مجاہدے، سادگی اور تواضع دیکھ کر کہتے تھے کہ ان جیسا شاگرد ہم نے نہیں دیکھا۔مرکز کے ہر خدمت میں آپ پیش پیش ہوتے۔سینکڑوں روٹیاں تندور پر پکانے کا مشکل کام ہو یا درجنوں بیت الخلاؤں کی صفائی کا مرحلہ ہو، ہر کام میں آپ سرفہرست ہوتے۔اسباق میں پابندی اس حد تک رہی کہ سخت بخار کی حالت میں بھی کبھی ناغہ نہ کیا۔ایک دفعہ رائے ونڈ میں مولانا موسیٰ روحانی بازی طلباء سے تقریری امتحان لینے کیلئے تشریف لائے تھے تو ان سے کافیہ میں سوالات کیے جن کے جوابات موصوف نے کافیہ کتاب بند کر کے اپنی یادداشت سے دیے، اس پر مولانا روحانی حد درجے خوش ہوئے اور انہیں ۱۰ روپیہ انعام سے نوازا۔

حقانیہ سے کسب فیض اور فراغت: معقولات اور درجہ تکمیل کیلئے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اور مدرسہ مظاہر العلوم گوجرانوالہ کا انتخاب کیا۔آپ خود اکثر فرماتے کہ دارالعلوم حقانیہ میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ مجھے پڑھتے ہوئے دیکھ کر بڑی خوشی کا اظہار فرماتے اور کہتے کہ خٹک قوم کی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں بھی ایک عالم دین پیدا فرمایا۔فن تجوید قرآن میں استاد القراء قاری عبدالرحمٰن ڈیروی سے جامع مدنیہ لاہور میں استفادہ کیا۔دورۂ حدیث شریف جامع خیر المدارس ملتان سے کیا۔تفسیر میں حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدرؒ کے ہاں سے خوشہ چینی کی، ایک دفعہ دوران درس طلبہ سے مولانا صفدر نے الفیہ کے ایک شعر کے بارے میں پوچھا تو تمام طلبہ میں صرف انہوں نے جواب میں

سبقت پائی جس پر آپ نے انہیں ۵ روپیہ انعام دیا۔

تدریسی زندگی: ۱۹۸۸ء میں تبلیغ میں یک سالہ سفر کے بعد درس و تدریس کا آغاز مسجد تقویٰ واقع نوشہرہ کینٹ سے کیا۔ ابتدائی فنون اور خاص کر صرف ونحو میں آپ کا شہرہ کچھ ہی عرصہ میں دور دراز تک ہو چلا۔ بس پھر کیا تھا ہر سال آپ کے گرد سینکڑوں طلباء کا مجمع بن جاتا تھا۔ فنون کی تکمیل کے بعد ان طلباء کو دورۂ حدیث کیلئے آپ بطور خاص دارالعلوم حقانیہ جانے کی وصیت کرتے۔ ۲۶ سالہ تدریس کے دوران بقول آپ کے تلامذہ کے آپ نے کبھی بھی سبق سے چھٹی نہیں کی یعنی تدریس سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ چند سال قبل اپنے ادارہ میں دورۂ حدیث شریف کی کلاس کا بھی آغاز کیا۔ اسباق میں اختصار، لفظی عبارت کی تصحیح پر بطور خاص توجہ دیتے۔

امامت و خطابت: آپ ایک طویل عرصے تک نوشہرہ کے تبلیغی مرکز میں امام و خطیب کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے رہیں۔ تقریر میں حق کا اظہار بانگ دہل فرماتے تھے اور اس سلسلے میں کسی قسم کے نتائج کی پرواہ نہ کرتے

موت سے قبل استغفار کی کثرت: استغفار کا حکم قرآن و حدیث میں بارہا ملتا ہے۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو عمر کے آخری حصہ میں واستغفرہ انہ کان توابا سے اللہ تعالیٰ نے بطور خاص اس کا حکم فرمایا۔ مولانا امیر حمزہ شہید کے بارے میں ان کے تلامذہ اور اولاد کا کہنا ہے کہ انہوں نے شہادت سے دو ہفتہ قبل شاگردوں اور اپنے بچوں کو استغفار اور توبہ کے ورد کا خصوصی حکم فرمایا اور ایک دن کہا کہ آج کل میں اپنی روح میں بڑی تیزی محسوس کر رہا ہوں، شاید وہ تیزی قفس عنصری سے آزاد ہو کر حضرت حق جل مجدہ کی طرف جانے کی تھی۔ فرحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعاً

پیر طریقت مولانا احمد عبدالرحمٰن صدیقیؒ

(صدر انجمن خدام الدین نوشہرہ)

معروف روحانی رہنما، نوشہرہ کینٹ میں علمی، دینی، دعوتی اور انجمن خدام الدین شیرانوالہ لاہور کے زیر انتظام اشاعت دین کی سرگرمیاں پھیلانے والی شخصیت حضرت مولانا پروفیسر احمد عبدالرحمٰن صدیقی طویل علالت کے بعد بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب رات پونے ایک بجے ۲۶ فروری ۲۰۱۵ء کو انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ حاجی عبدالحکیم صاحب کے ہاں نوشہرہ میں ۱۹۴۴ء کو پیدا ہوئے، آپ کے والد اٹک خرد کے ایک گاؤں ملائی ٹولہ سے تعلق رکھتے تھے وہاں سے نقل مکانی کر کے یہاں آباد ہوئے۔ وہ نوشہرہ میں غذائی اجناس کے بڑے تاجر تھے۔صدیقی صاحب نے نوشہرہ نمبر ا سکول سے میٹرک کرنے کے بعد دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔ مولانا قاضی عبدالعلام کے والد صاحب سے ابتدائی علوم وفنون تقویٰ مسجد نوشہرہ کینٹ میں پڑھے۔دورۂ حدیث شریف دارالعلوم حقانیہ سے کی۔ دورۂ تفسیر کے لیے شیرانوالہ گیٹ لاہور میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری کے ہاں پانچ برس تک قیام رہا۔اس دوران اکثر و بیشتر انکی خدمت کا بھرپور موقع بھی میسر رہا۔

تصوف وسلوک کے سلسلے میں آپ نے حضرت مولانا احمد علی لاہوری سے بیعت فرمائی۔ان کے وفات کے بعد حضرت مولانا عبید اللہ انور، حضرت مولانا بشیر احمد پسروری، مولانا محمد حسن عباسی اور میاں غلام رسولؒ نے انہیں خلافت سے نوازا۔آپ نے نوشہرہ میں انجمن خدام الدین کے پلیٹ فارم پر حضرت لاہوریؒ کے بعد انکے فرزند مولانا عبید اللہ انور کی سرپرستی میں فعال کردار ادا کیا۔مرحوم ۶۰ سے لے کر ۸۰ تک نوشہرہ میں اشاعت دین اور علمی مجالس کے انعقاد، نابغہ روزگار جید علماء کرام جیسے مولانا قاری محمد طیب قاسمی، حضرت مولانا احمد علی لاہوری، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبید اللہ انور وغیرہ کو نوشہرہ مدعو کر کے سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کے عنوان سے بھرپور خدمات انجام دیے۔ابتداء میں آپ کی نوشہرہ سکول میں تعیناتی ہوئی پھر گورنمنٹ کالج نوشہرہ میں بطور لیکچرر تقرر ہوا۔کالج اور سکول کے طلباء کی ذہن سازی، دینی رجحان کو عام کرنے میں آپ نے بھرپور کردار انجام دیا۔

۲۷ مئی ۲۰۱۴ء کو آپ پر فالج کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے آپ صاحب فراش ہو گئے تاہم دوران علالت بھی آنے جانے والے لوگوں کو دین کی دعوت اور تزکیہ نفس کی طرف توجہ دلانے کا محبوب مشغلہ آخر تک جاری رکھا۔وفات سے قبل لوگوں کو درود شریف کی کثرت اور اسم ذات اللہ کی تلقین کرتے رہے۔ان کے زبان سے آخری لفظ اللہ کا نکلا۔نماز جنازہ ۲۷ فروری سہ پہر ۳ بجے مولانا سمیع الحق کی اقتداء میں نوشہرہ کے معروف قبرستان نورگل بابا میں ادا کی گئی۔جس میں کثیر تعداد میں انکے متعلقین علماء، طلباء اور عوام الناس نے شرکت کی۔

مولانا عبدالرزاق*

سبزیوں کا گلاب بصل (پیاز)

گلشن قرآن کے سلسلے کا یہ دوسرا مضمون ہے، گلشن قرآن دراصل جامعہ حقانیہ کے خوبصورت اور سرسبز اور شاداب نباتات قرآن پر مشتمل باغیچہ ہے، اس کو جناب مولانا راشد الحق سمیع صاحب نے نہایت جانفشانی اور محنت سے بنایا ہے اس کے علاوہ اس مضمون کا اکثر حصہ استاد محترم شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی کی شاہکار کتاب ''اسلام کا نظام اکل وشرب اور فلسفہ حلال و حرام'' سے لیا گیا ہے مزید تفصیل اور بہت سے قیمتی علمی نکات وہاں ملاحظہ فرمائیں...... (مرتب)

سبزیوں کا گلاب بصل (پیاز)

پیاز کو سبزیوں کا گلاب کہا جاتا ہے مگر گلدانوں میں سجنے کی بجائے باورچی خانے کی زینت بنتی ہے پیاز کا استعمال اس قدر عام ہے کہ شاید ہی کوئی قوم ایسی گزری ہو جو اس مسحور کن بھینی بھینی خوشبو سے بچ سکی ہو، جب اہرامِ مصر کی تعمیر کا کام غلاموں سے لیا جارہا تھا تو انکی قوت کار کو بحال رکھنے کیلئے ان کو پیاز اور لہسن زیادہ مقدار میں کھلائی جاتی تھی

پیاز کی تاریخ

صدیوں سے پیاز خوراک کے طور پر استعمال کی جارہی ہے کانسی کے دور یعنی ۵۰۰ ق.م میں بھی پیاز کے آثار ملتے ہیں ۲۷۰۰ سال قبل اہرام مصر کے معماروں اور غلاموں کی بھی پیاز اور لہسن خوراک تھی۔ بائبل کے ''گنتی'' کے لحاظ سے پیاز ۲۰۰ سال قبل مصر میں باقاعدہ بوئی جانے والی ترکاری تھی۔(۱۱:۵) قدیم مصر میں پیاز نہایت عقیدت کی چیز مانی جاتی تھی اور اس وقت پیاز کی پوجا بھی کی جاتی تھی۔ رعمیس چہارم کی ممی کی آنکھوں میں پیاز کے پرتوں کے آثار پائے گئے ہیں، ان کے خیال میں پیاز کے پرت زمین و

* سابق پرنسپل تعلیم القرآن ہائی سکول و فاضل جامعہ دارالعلوم حقانیہ

آسمان کے پرتوں کے مشابہہ ہیں نیز ان کے ہاں پیاز لازوال زندگی کی علامت بھی تھی۔قدیم یونانی اور رومی نیزہ باز، ورزش کرنے والے اورتن ساز فشار خون کو معتدل رکھنے اور اعصاب کی مضبوطی کیلئے پیاز کھاتے ،قرون وسطیٰ میں لوگ تحفوں اور لین دین میں پیاز تبادلہ کرتے ،اس کے علاوہ طبیب حضرات سردرد، کھانسی ،سانپ کے کاٹے اور بال جھڑ کے مریضوں کیلئے پیاز تجویز کرتے۔

قرآن مجید میں پیاز کا تذکرہ

قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے قصے میں پیاز کا تذکرہ ملتا ہے ،فرعون کے غرقابی کے بعد جب بنی اسرائیل اطمینان سے ہوگئے تو اللہ نے ان کو حکم دیا کہ عمالقہ سے جہاد کرو اور اپنی اصلی جگہ کو ان کے قبضے سے چھڑالو، بنی اسرائیل اس ارادے سے مصر سے نکلے مگر عمالقہ کی شان وشوکت اور زور وقوت کو دیکھ کر ہمت ہار گئے اور جہاد سے انکار کردیا اس سزا میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ۴۰ سال تک ایک میدان یعنی میدان تیہ میں سرگرداں کردیا ،حضرت موسیٰؑ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اسی میدان میں ان کی تمام ضروریات کا انتظام فرمادیا ،بنی اسرائیل نے دھوپ کی شکایت کی تو تمام دن ان پر ابر کا سایہ کرادیا،لباس کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کپڑوں کو میلے ہونے سے محفوظ رکھا ،کھانے کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے من وسلویٰ کھانے کیلئے اتارا لیکن اس پر بھی وہ خوش نہ تھے ،اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی کہ ہم ایک طرح کھانا کھا کھا کر اکتا گئے ہم کو تو زمین کا اناج ،ترکاری ،ککڑی ،گیہوں ،مسور ،اور پیاز چاہیئے ،قرآن میں اس کا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے۔

وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآىِٕهَا وَ فُوْمِهَا وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ وَ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ (۶۱:۲)

”اور پھر (دیکھو،تمہاری تاریخ حیات کا وہ واقعہ بھی کس درجہ حیرت انگیز ہے) جب تم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا ہم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک ہی طرح کے کھانے پر

قناعت کرلیں، پس اپنے پروردگار سے دعا کرو ہمارے لئے وہ تمام چیزیں پیدا کردی جائیں جو زمین کی پیداوار ہیں سبزی ترکاری گیہوں، دال، پیاز، لہسن (وغیرہ جو مصر میں ہم کھایا کرتے تھے) موسیٰ نے سن کر کہا (افسوس تمہاری غفلت اور بے حسی پر) کیا تم چاہتے ہو ایک ادنیٰ سی بات کیلئے (یعنی غذا کی لذت کیلئے) اس (مقصد عظیم) سے دست بردار ہو جاؤ جس میں بڑی خیر و برکت ہے"

توریت میں یہ مکالمہ کچھ ان الفاظ میں ہے

ہم کو وہ مچھلی یاد آتی ہے جو ہم مصر میں مفت کھاتے تھے اور ہائے وہ کھیرے وہ خربوزے اور وہ گندنے اور پیاز اور لہسن اب ہماری جان خشک ہو رہی ہے یہاں تو وہ چیز میسر نہیں اور من کے سوا ہم کو کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ (گنتی ۲،۴،۱۱)

قرآن مجید نے پیاز، لہسن کو ادنیٰ درجے کی غذا کہا ہے، پیاز کی بو کی وجہ سے نہ صرف اسلام نے بلکہ پچھلے مذاہب نے بھی ناپسندیدہ قرار دیا ہے، فرعونی دور میں پیاز کی پوجا کی جاتی مگر عبادت گاہوں میں پیاز کھا کر جانے کی ممانعت تھی، آنحضرت ﷺ نے پیاز اور لہسن کی بو کو ناپسند فرمایا اور تاکید کی کہ پیاز لہسن کھا کر لوگ آپکی قربت حاصل کرنے سے پرہیز کریں، لیکن کسی بھی حدیث میں پیاز یا لہسن کے استعمال سے نہ تو رد کا گیا ہے اور نہ ہی ان کی مضرت رساں بتایا گیا، حضرت جابر اور حضرت ابوسعید الخدری کی روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے لہسن یا پیاز اور گندنا کھایا وہ ہماری مسجد میں نہ آئے کیونکہ فرشتوں کو بھی اس چیز سے اذیت ہوتی ہے (یعنی بدبو سے) جس سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے (ترمذی شریف، بخاری شریف)

پکانے سے اس کی بدبو ختم ہو جاتی ہے اسلئے ابوداؤد کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اس پیاز اور لہسن کے بارے میں حکم دیا کہ اگر ان کو کھانا ہے تو پکا کر کھایا جائے، حضرت عائشہؓ سے پیاز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے زندگی کا آخری کھانا جو تناول فرمایا اس میں پیاز بھی شامل تھا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی اپنی کتاب "اسلام کا نظام اکل و شرب" میں پیاز کے بارے میں فرماتے ہیں کہ سبزیوں میں بعض سبزیاں ایسی ہیں جب وہ کچی ہو تو اس سے بہت

بدبوآتی ہے اور جب پک جائے تو بدبو ختم ہو جاتی ہے پیاز بھی انہی سبزیوں میں سے ایک ہے شریعت کے لحاظ سے یہ سبزیاں حلال اور مباح ہیں اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں البتہ اس کی کراہت اس کی ناگوار بو کی وجہ سے ہے اس کو کچا کھانے سے بدبو ہوتی ہے جو ملائکہ اور انسانوں کیلئے تکلیف دہ ہوتی ہے اور اسی مصلحت کی وجہ سے ممانعت کی گئی ہے۔

بدھ مت کے بعض سکولوں میں پیاز کھانے کی مکمل پابندی ہے، انڈیا میں بھی بعض لوگ اس کو ہیجان انگیز سمجھ کر نہیں کھاتے (Winston Craig .prof of Nutrition. Andrew Unilversity of US)

پیاز کی نباتاتی حیثیت

پیاز نباتات کے مشہور خاندان لیلیسی Liliaceae سے تعلق رکھتا ہے، جس کے 240 جنس اور 14000 انواع واقسام ہیں لہسن، للی، نرگس، گھیکوار بھی اسی خاندان کے اہم افراد ہیں نرگس کی وجہ سے یہ خاندان سوسنی خاندان بھی کہلاتا ہے، پیاز دوسالہ سبزیوں میں سے ایک ہے پہلے سال اس کی گرہ سے بیج پیدا ہوتے ہیں پھر بیج بونے سے پیاز کی گرہ بنتی ہے اور گرہ زمین میں گاڑنے سے تخم پیدا ہوتا ہے یہ دونوں مرحلے دوسال میں مکمل ہوتے ہیں پیاز کی گرہ کو ایک سال تک ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔

پیاز کی نباتاتی حیثیت

پیاز کا قرآنی نام بصل اردو میں پیاز اور انگریزی میں Onion ہے جبکہ للی کے خاندان کا فرد ہے اور سائنسی نام "Allilunm Cepa" ہے۔

Kingdom	plantae	کنگڈم	پودے
sub kingdom	Trachebeionta	ذیلی کنگڈم	ٹریکیوبی آنٹا
super division	spermatophyta	سپر کنگڈم	سپرمیٹو فائٹا
Division	Magnollphyta	ڈویژن	میگنولی فائٹا
Class	Lillaes/Asparagales	کلاس	لائی لوپ سڈا
Order	Lillales/Asparagales	آرڈر	لائی لیلس
Family	Llliaceae/Alliaceae	خاندان	لائی لیسی

Genus	Allium	جینس	ایلیم
Species	Allium Cepa	پودے کی قسم: پیاز	ایلیم سیپا

USDA..United states department of Agriculture اور وکی پیڈیا

پیاز ایک ہمہ گیر نوعیت کی سبزی ہے۔ سلاد کے طور پر کچی بھی کھائی جاتی ہے تو سالن کے طور پر بھی کھائی جاتی ہے۔ اَچار بنا کر بھی مستعمل ہے تو ذائقے کیلئے بھی کھائی جاتی ہے۔ کہیں پر مرچ مسالا لگا کر تناول کی جاتی ہے تو کہیں پر چاول، سوپ اور Stews میں خشک کر کے ڈالی جاتی ہے ایک اندازے کے مطابق دنیا میں 14 پاؤنڈ فی کس اوسط کے حساب سے پیاز کھائی جاتی ہے رنگت کے لحاظ سے پیاز کی تین قسمیں ہیں۔

زرد پیاز: یہ پیاز ذائقے سے بھرپور ہوتی ہے اور ہر قسم کے سالن کیلئے استعمال کی جاتی ہے۔

سرخ پیاز: فریش چیزوں میں رنگت کی وجہ سے استعمال کی جاتی ہے۔

سفید پیاز: سلاد وغیرہ کیلئے مستعمل ہے۔

پیاز میں غذائیت کے لحاظ سے مندرجہ ذیل اجزاء پائے جاتے ہیں:

Nutrition value per 100 g

Energy	166kj	Carbon	7.4 mg
Carbohydrate	9.34 g	Vit-E	.02 mg
Sugar	4.24 g	Vit-K	.4 kg
Dietry fiber	1.7 g	Calcium	23 mg
Fat	.1 g	Iron	.21 mg
Protein	1.1 g	Mg	.129 mg
Water	89.11 g	Phosphorus	29 mg
Water	89.11 g	Potasium	146 mg
B_2 (Riboflavine)	.027 mg	Na	4 mg
B_3 (Niacin)	.16 mg	Zinc	.17 mg
		Fluoride	1.1 mg

پیاز کے طبی خواص

اطباء نے انیسویں صدی عیسوی میں اس دوائی کے خواص کی طرف خصوصیت سے توجہ کی مگر ایک عرصے سے اس کو مختلف بیماریوں کے علاج کے لئے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ ابتدائی امریکن پیاز کو نزلہ زکام، کھانسی، دمہ اور دافع حشرات کیلئے استعمال کرتے تھے۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران لیکرک نے ورم گردہ سے پیدا ہونے والے استقاء کے مریض سپاہیوں میں پیاز کا غیر معمولی شافی اثر دیکھا۔ تو حیران رہ گئے۔ اسی طرح دوسری جنگ عظیم میں جب جرمنوں نے روس پر حملہ کیا تو دواؤں کی بڑی قلت ہوئی اس موقع پر روسی سائنسدانوں نے دریافت کیا کہ پیاز قوی قاتل جراثیم ہے لیکن اس کا اثر صرف ۱۰ منٹ رہتا ہے اس کے اثر کو برقرار رکھنے کیلئے وہ اس کو پیس کر زخم کے پاس رکھتے تاکہ اس کے بخارات سے جراثیم کشی کا کام لیا جائے۔

WHO نے Atherosclerosis (یعنی شریانوں کا موٹا ہونا) کیلئے پیاز کو تجویز کیا ہے، پیاز عام طور پر چار قسم کے کام سرانجام دیتی ہے۔

(۱) سوزش کے خلاف مزاحمت (Anti Inflammatory)

(۲) کولیسٹرول کے خلاف مزاحمت (Anti Cholestrol)

(۳) کینسر کے خلاف مزاحمت (Anti Cancer)

(۴) اینٹی اکسیڈنٹ (Anti oxidant)

پیاز میں Quercitin جو ایک قوی Anti oxidant Flavonoid ہے یہ خون کو پتلا کرتا ہے۔ کولیسٹرول کو کم کرتا ہے۔ منجمد خون (Blood clot) کو ختم کرتا ہے، دمہ کیلئے مفید ہے اور انفیکشن کے لئے مفید ہے خاص طور پر معدہ کے کینسر کیلئے۔

پیاز میں سلفر والے امائینو ایسڈ پائے جاتے ہیں مثلاً Methionine, cystine جو جسم میں موجود بھاری دھاتوں کے ذرات کو ختم کر دیتا ہے۔ Vitamin C بھی جسم سے سیسہ، آرسینک، کیڈمیم کو ختم کرتا ہے۔

پیاز کے طبی فوائد کے بارے میں ہمارے استاد محترم شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب اپنی کتاب ''اسلام کا نظام اکل وشرب'' میں فرماتے ہیں۔ ''پیاز کے مزاج کے بارے میں علماء طب نے لکھا

ہے کہ پیاز تیسرے درجے میں گرم ہے اس کے استعمال سے زہریلی ہواؤں کا اثر ختم ہوتا ہے۔ معدہ قوی اور مضبوط ہوتا ہے بلغم ختم ہو جاتا ہے۔ انسان میں قوت باہ کو بیدار کرتا ہے۔ یرقان، کھانسی اور سینے کے دیگر امراض میں نہایت مفید ہے۔ کان، ناک اور آنکھوں کے امراض میں بھی سبب شفا ہے۔ پیاز کا بیج پیس کر شہد میں ملا کر گنجے سر پر لگانا بال نکالنے کے لئے مفید ہے۔ بے ہوش آدمی یا مرگی کے مریض کو ہوش میں لانے کیلئے پیاز سونگھانا نہایت مفید اور کار آمد ہے۔ (اسلام کا نظام اکل وشرب قادر شریعت کا فلسفہ جلد دوم)

نیز پیاز میں ڈائی سلفائیٹ، ٹرائی سلفائیڈ، وینائل ڈائی تھین پائے جاتے ہیں جو کینسر اور جراثیم کے خلافت نہایت مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔

(National onion Association (Health Corner) US

حکماء کے چند قیمتی نسخہ جات

طب میں اکثر طلباء نے اسے تیسرے درجے میں گرم اور خشک مانا ہے بعض اسے گرم مانتے ہیں یہ مختلف اجزاء پر مختلف اثر رکھتا ہے۔

(۱) دردسر: دردسر کے کیلئے پیاز کو کاٹ کر سونگھنے سے اکثر آرام آجاتا ہے اگر پیاز باریک پیس کر تلوؤں پر لیپ کریں تو اس سے بھی دردسر رفع ہو جاتا ہے۔

(۲) درد دندان: پیاز اور کلونجی برابر لیکر چلم میں رکھ کر اس کے دھواں میں پکیس لے اور رال ٹپکاتے رہے تو دانتوں کا درد جاتا رہتا ہے۔

(۳) امراض حلق: پیاز پیس کر دہی اور شکر ملا کر کھانے سے سوزش گلو کو فائدہ ہوتا ہے۔

(۴) امراض معدہ: پیاز مناسب مقدار میں کھانا ہاضم ہے اشتہاء پیدا کرتی ہے مقوی معدہ ہے مسہل (دست) لینے کے بعد اس کو سونگنے سے متلی جاتی رہتی ہے۔

(۵) امراض جگر: سرکہ میں پیاز کا اچار امراض جگر کیلئے مفید ہے یہ استسقاء کو بھی فائدہ بخشتا ہے۔

(۶) امراض گردہ و مثانہ: پیاز مدر بول ہے۔ اس کے استعمال سے گردہ مثانہ کی پتھری ٹوٹ کر نکل جاتی ہے۔ (رہنمائے صحت، لائل پور)

(۷) نشان زخم: پیاز کا رس زخم کے نشان پر لگانے سے نشان ماند پڑ جاتا ہے۔

(۸) پیاز کے پانی میں شہد ملا کر کسی قدر گرم کر کے پینے سے آواز بالکل صاف ہو جائیگی۔

(آب حیات، جڑی بوٹی نمبر پنڈت کرشن کنوردت)

(۹) پیاز کا عرق مقطر کر کے آنکھ میں ٹپکانا رتوندی میں مفید ہے (پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان)

(۱۰) پیاز کا رس بالوں کو دوبارہ اُگانے کی صلاحیت رکھتا ہے اور پاگل کتے کے کاٹے کا موثر علاج ہے (The great herbal) بحوالہ ہمدرد صحت جولائی ۲۰۰۳)

(۱۱) لو سے بچنے کیلئے پیاز کا سونگھنا یا جیب میں رکھنا مفید ہے۔

(۱۲) جھلجھلاتی ہوئی پیاز اگر پھوڑے، پھنسیوں پر باندھی جائے تو وہ ان کو پکا کر جلد پھوڑ دیتی ہے اگر کان میں پھنسی ہو تو جھلجھلاتی ہوئی پیاز کا رس ٹپکانے سے پھنسی پھوٹ جاتی ہے نزلہ اور زکام بند ہو تو پیاز کو تراش کر سونگھنے سے کھل جاتا ہے۔

پیاز کی تیز لو کی وجہ

پیاز میں گندھک سے بھرا تیل (Sulpher Volatil Oil) ہوتا ہے جو اس میں بدبو پیدا کرتا ہے۔ اور اس کا ایک حصہ آسانی سے پانی میں حل ہو جاتا ہے جو سلفیک ایسڈ پیدا کر دیتا ہے پیاز کو کاٹتے وقت یہی ایسڈ آنکھوں میں آنسوؤں کا سبب بنتا ہے پانی کے اندر کاٹنے یا ٹھنڈے کر کے کاٹنے سے یہ شکایت نہیں رہتی۔ (Encarta 2005)

پیاز کے مضر اثرات

(۱) پیاز کی بدبو کی وجہ سے پیغمبر ﷺ نے اس کو ممانعت کی ہے کہ پیاز کھا کر مسجد میں نہ جایا کریں کیونکہ بدبو فرشتوں اور انسانوں دونوں کو تکلیف دیتی ہے۔

(۲) پیاز کا زیادہ استعمال معدے کی خرابی اور معدے کی تیزابیت کو بڑھاتی ہے جو دست اور Nausea کا سبب ہے۔ (Winston Craig Andrew University US)

(۳) کچھ لوگوں کو پیاز سے الرجی ہوتی ہے جسکی وجہ سے انکے ناک میں چبھن، نظر کی دھندلاہٹ، سانس کی تنگی اور پسینے آتے ہیں ایسی صورت میں معالج سے رجوع کرنی چاہیے۔

(بقیہ ص ۵۹ پر)

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات و اسفار: حضرت مہتمم صاحب کے ۷۔۸ مئی ۲۰۱۵ء کو دو روزہ دورے پر مصر تشریف لے گئے، جہاں جامعۃ الازھر، مجمع الفقہ الاسلامی جدہ اور عالمی ادارہ صحت کے زیراہتمام بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کی، اس کے علاوہ شیخ الازھر اور سعودی فرمانروا شاہ سلمان کے مشیر خاص اور حرم مکی کے امام شیخ صالح بن حمید سے بھی تفصیلی ملاقات کی۔

☆ ۳۱ مئی کو حضرت مہتمم صاحب نے مہمند ایجنسی میں دارالعلوم حقانیہ کے فاضل مولانا عبدالحق حقانی کے مدرسہ جامعہ عبداللہ ابن مسعودؓ کی تقریب جلسہ دستار بندی میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے، جہاں جمعیت کے مقامی مہمند ایجنسی کے ذمہ داران مولانا افتخار احمد حقانی جامعہ دارالعلوم خلفائے راشدین میاں منڈی، مولانا لیاقت علی حقانی باروخیل نے مختلف علاقوں میں عوام الناس، فضلاء دارالعلوم اور جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں کے ساتھ پرجوش استقبال کیا۔

☆ ۱۱ رجون کو برما کے مسلمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے سلسلے میں پشاور میں جمعیت علماء اسلام کے زیراہتمام کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، مولانا سید جہان حقانی نے مقامی شادی ہال میں اس پررونق مجلس کا اہتمام کیا تھا جہاں پر میڈیا کے سامنے حضرت مہتمم صاحب نے روہنگیا میں مسلمانوں کے قتل عام اور بدھسٹ کے ظالمانہ سلوک پر جمعیت اور پاکستانی عوام کا موقف پیش کرتے ہوئے پرزور مذمت کی۔

۱۲ رجون کو مولانا غلام حبیب نقشبندی مرحوم کی خانقاہ اور مدرسہ جامعہ حنفیہ چکوال میں مولانا عبدالقدوس کی دعوت پر ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی۔

حضرت مولانا انوار الحق دوبارہ پانچ سال کیلئے مرکزی نائب صدر نامزد:

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب امیر وفاق المدارس العربیہ اور ناظم اعلیٰ وفاق المدارس کے مشاورت سے حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد انوار الحق کو ایک بار پھر پانچ سال کیلئے وفاق المدارس العربیہ کے مرکزی نائب صدر نامزد کیا گیا، جس پر دارالعلوم حقانیہ کے جملہ منتظمین قائدین کے شکرگزار ہیں۔

مولانا انوار الحق کی وفاق کے اجلاس میں شرکت: ۱۳ رمئی کو وفاق المدارس پاکستان کی میٹنگ میں شرکت کے لئے ملتان تشریف لے گئے۔ ۱۳۔۱۴ کو وفاق المدارس کے اہم ترین اجلاس تھے، جس میں ۱۴مئی کو وفاق المدارس کی نئی شوریٰ کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔مگر مولانا انوار الحق صاحب دارالعلوم کی سالانہ دستار بندی کے پیش نظر ۱۳ مئی کی شام کو دارالعلوم کے لئے بذریعہ جہاز واپسی کی۔

دارالعلوم میں صحافیوں کی آمد: جرمنی کے معروف خبر رساں ادارے اور ٹی وی چینل ''ڈچ ویلے'' کی اینکر نے مولانا مدظلہ سے انٹرویو کیلئے دارالعلوم تشریف لائیں۔ان کے ساتھ روزنامہ ''ڈان'' کے صحافی عبدالشکور نے بطور ترجمان خدمات انجام دیئے۔

دارالعلوم میں انجمن علم وعرفان کے زیر انتظام طلباء کے درمیان تقریری مقابلہ

دارالعلوم دیوبند کی طرح مادر علمی جامعہ حقانیہ میں بھی ابتدائے تاسیس سے دیگر علوم وفنون کے ساتھ ساتھ خطابت اور تقریر کے فن کو پروان چڑھانے کا سلسلہ چلا آرہا ہے،ماضی میں ''جمعیت طلباء '' دارالعلوم حقانیہ کے نام سے مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب ،''انجمن تہذیب الاخلاق'' کے نام سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ،''انجمن تمرین البیان'' کے نام سے مولانا مفتی سیف اللہ صاحب ، ''انجمن اصلاح البیان'' کے نام سے حافظ ابن امین صاحب کرک نے اپنے زمانہ طالبعلمی میں اس سلسلے کو بڑے زور وشور سے قائم رکھا ،تاہم بعد میں بوجوہ یہ سلسلہ قریباً تین عشروں سے منقطع ہوگیا تھا۔امسال مولانا عرفان الحق حقانی کی ترغیب وتحریک سے درجہ موقوف علیہ کے طالبعلم مولوی حزب اللہ جان پشاوری نے ''انجمن علم وعرفان'' کے نام سے اس کام کو نئے سرے سے شروع کیا ،طلباء حقانیہ نے اس میں بھرپور شرکت کرتے ہوئے اپنی خطابت کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کا ثبوت دیا۔گزشتہ روایات سے ہٹ کر اس دفعہ ایک ہی روز مدرسے کے تمام طلباء کے درمیان تقریری مقابلے کا انعقاد دارالحدیث ہال (ایوان شریعت) میں ۲۵ مارچ بروز بدھ بعد از نماز عشاء رات دو بجے تک کیا گیا جس میں حضرت مہتمم صاحب اور مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب بطور مہمانانِ خصوصی شرکت فرمائی،اس موقع پر منصفین دارالعلوم کے اساتذہ مولانا سعید الرحمٰن صاحب اور مولانا بلال عابد تھے ،اس تقریب کی خصوصیت یہ تھی کہ ابتداء سے لے کر آخر تک تمام طلباء اس اجتماع میں بڑے شوق وشغف اور دلجمعی سے بیٹھے رہے۔ تقریب سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ،حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب ،مولانا عرفان الحق حقانی ،مولانا سعید الرحمٰن دیروی اور مولانا بلال عابد نے خطاب بھی کیا ،اختتام پر نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو خصوصی انعامات سے نوازا گیا۔عربی اور اردو خطابت میں پہلی دوسری اور تیسری

پوزیشن حاصل کرنے والوں کے نام بالترتیب یہ ہیں: مولوی بخت محمد۔مولوی ساجد علی۔مولوی محمد افضل ،مولوی عبدالغفور شیرانی ،مولوی عبداللہ ،مولوی رحیم اللہ۔

مولانا محمد اکرم ہمدانی کی دارالعلوم آمد:

جمیعت علماء اسلام کے مرکزی رہنما و معروف عالم دین و خطیب حضرت مولانا محمد اکرم ہمدانی دارالعلوم تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے جماعتی اور دیگر اہم مسائل پر تبادلہ خیال کیا۔مولانا دارالعلوم حقانیہ اور قائد جمیعت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے دیرینہ اخلاص و محبت کا تعلق رکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی زندگی وصحت میں برکت ڈالے۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۵۶ سے)

(۴) بعض لوگوں میں پیاز کھانے سے درد شقیقہ اور اپارہ (ریاح) کی شکایت بھی ہوتی ہے۔(Sify com)

''اسلام کا نظام اکل و شرب میں پیاز کے مضر اثرات کے بارے میں حضرت شیخ صاحب فرماتے ہیں:

''اس کے ساتھ بعض نقصانات بھی اس (پیاز) میں پائے جاتے ہیں مثلاً زیادہ استعمال سے حافظہ کمزور ہو کر نسیان پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔منہ کا مزہ خراب ہوتا ہے اس میں بد بو پیدا کرتی ہے ریاح کا سبب بنتا ہے، اگر پکا کر استعمال کی جائے تو یہ مضر اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔اور معدہ کی بیماریوں میں مفید ہوتا ہے۔ (اسلام کا نظام اکل و شرب اور فلسفہ حلال وحرام)

مراجع و مصادر

(۱) ترجمان القرآن، ابوالکلام آزاد
(۲) تفسیر ماجدی، عبدالماجد دریا آبادی
(۳) انکارٹا انسائیکلو پیڈیا
(۴) انسائیکلو پیڈیا پاکستانیکا
(۵) وکی پیڈیا
(۶) عہد قدیم و جدید
(۷) اسلام کا نظام اکل و شرب و فلسفہ حلال وحرام
(۸) نباتات قرآن، اقتدار حسین
(۹) باٹنی فار بی ایس سی، جاوید اقبال مغل
(۱۰) اے ٹیکسٹ بک آف باٹنی، تنویر احمد ملک
(۱۱) پھلوں اور سبزیوں کے خواص، حکیم عبداللہ
(۱۲) تفسیر عثمانی

دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعلیمی سال ۱۴۳۶-۳۷ھ بمطابق ۲۰۱۵-۱۶ء کے داخلوں کا شیڈول

درس نظامی

درجات	ایام	تاریخ
تمام درجات کے قدیم طلباء (اعدادیہ تا دورہ حدیث)	جمعرات	۱۳ شوال ۱۴۳۶ھ بمطابق ۳۰ جولائی ۲۰۱۵ء
جدید دورہ حدیث شریف	ہفتہ	۱۵ شوال ۱۴۳۶ھ بمطابق یکم اگست ۲۰۱۵ء
جدید دورہ حدیث شریف	اتوار	۱۶ شوال ۱۴۳۶ھ بمطابق ۲ راگست ۲۰۱۵ء
اعدادیہ، متوسطہ، اولیٰ، ثانیہ، دورہ حدیث شریف	پیر	۱۷ شوال ۱۴۳۶ھ بمطابق ۳ راگست ۲۰۱۵ء
ثالثہ، رابعہ، خامسہ، دورہ حدیث	منگل	۱۸ شوال ۱۴۳۶ھ بمطابق ۴ راگست ۲۰۱۵ء
تکمیل، سادسہ	بدھ	۱۹ شوال ۱۴۳۶ھ بمطابق ۵ راگست ۲۰۱۵ء افتتاح
موقوف علیہ	جمعرات	۲۰ شوال ۱۴۳۶ھ بمطابق ۶ راگست ۲۰۱۵ء

شعبہ حفظ

درجہ حفظ میں داخلہ کے خواہشمند طلباء کی درخواستیں ۱۵ رمضان بمطابق ۱۳ جولائی سے ۱۶ رشوال بمطابق ۲ اگست تک دفتر اہتمام میں جمع کی جائیں گی۔ حفظ کے خواہشمند طلباء کا ٹیسٹ اور انٹرویو وغیرہ ۱۶-۱۷ شوال بمطابق ۲-۳ اگست بروز اتوار۔ پیر صبح 9:00 کو دارالعلوم حقانیہ میں ہوگا (امسال شعبہ حفظ کا داخلہ دارالعلوم حقانیہ کی تعلیمی کمیٹی اور دارالحفظ کے اساتذہ کی مشترکہ نگرانی میں ہوگا)۔ صرف وہ امیدوار درخواست دیں جو قرآن ناظرہ سے پڑھ چکے ہوں۔ عمر ۱۳ سال سے متجاوز نہ ہو۔ دو پارے پہلے سے یاد کرنے والوں کو ترجیح دی جائیگی۔

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کیلئے داخلہ درخواست ۱۷ شوال بمطابق ۳ اگست بروز پیر تک دفتر اہتمام میں جمع کرائی جائیں گی اور انٹری ٹیسٹ ۱۷ شوال بمطابق ۳ اگست بروز پیر صبح 9:00 بجے ہوگا۔

نوٹ: ۱ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کا دورانیہ 2 سال ہوگا۔ نوٹ: ۲ امسال درجہ اعدادیہ سے لیکر بشمول درجہ سادسہ اسباق اردو میں بھی پڑھائے جائیں گے۔ لہٰذا اردو زبان سمجھنے والے طلباء کرام داخلہ لے سکتے ہیں۔ درجہ متوسطہ میں وہ طلباء داخلہ لینگے جو کہ ساتویں جماعت پاس ہو نوٹ: ۳ داخلہ کے خواہشمند طلباء کیلئے نادرا شناختی کارڈ کا ہونا لازمی ہے اور جو امیدواران نابالغ ہیں وہ اپنے والد صاحب کا نادرا شناختی کارڈ ضرور لائیں اور ساتھ تین عدد پاسپورٹ سائز رنگین تصاویر بھی ضروری ہیں نوٹ: ۴ **امسال** دارالعلوم حقانیہ میں شعبہ تجوید کا الگ شعبہ ہوگا جس میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب کے مطابق تجوید للحفاظ کیلئے دو سالہ کورس اور علماء کرام کیلئے تجوید للعلماء کا ایک سالہ کورس پڑھایا جائیگا نوٹ: ۵ ہر درجہ میں داخلہ کیلئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحتانی درجات کے اصلی سندات کا برائے معائنہ دکھانا لازمی ہے اور ساتھ ان ہی اسناد کے دو عدد فوٹو سٹیٹ بھی لانا ضروری ہے نوٹ: ۶ تمام قدیم طلباء کرام کا داخلہ رجسٹریشن کارڈ پر ہوگا لہٰذا قدیم طلباء کرام اپنے ساتھ رجسٹریشن کارڈ ضرور لائیں نوٹ: ۷ جو غیر ملکی طلباء کرام جامعہ میں داخلہ کے خواہش مند ہوں وہ پاکستانی ویزہ اور دیگر ضروری دستاویزات اپنے ساتھ ضرور لائیں۔

دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعلیمی سال کا باضابطہ آغاز ان شاء اللہ ۱۹ شوال بمطابق ۵ اگست بروز بدھ ہوگا۔

محمد اسرار ابن مدنی

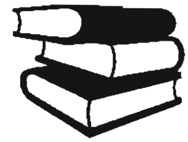

تعارف وتبصرہ کتب

● اسلامی نظام خلافت اور ہماری ذمہ داری ...... مولانا محمد زاہد اقبال

اسلام ایک جامع اور مکمل دستور حیات ہے جس میں زندگی کے ہر گوشے کی طرف واضح رہنمائی موجود ہے، اسلام کا طرز سیاست وحکومت دیگر نظامہائے حکومت سے بالکل منفرد اور اچھوتا ہے' جس کی اہمیت،افادیت اور مرکزیت پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔زیرتبصرہ کتاب ''اسلامی نظام خلافت اور ہماری ذمہ داری قرآن وسنت کی روشنی میں'' مولانا زاہد اقبال صاحب کے رشحات قلم کا مجموعہ ہے، جس میں انہوں نے خلافت کی تعریف ، مقاصد، اصول،فرضیت،شرائط، انعقاد،حقوق واختیارات ،اطاعت ،فرائض اوراحتساب جیسے اہم موضوعات پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔کتاب دوحصوں پر مشتمل ہے حصہ اول میں عہد نبوی ﷺ سے عصر حاضر تک ،احیائے خلافت کے حوالے سے مسلم دنیا میں چلنے والی مختلف مذہبی، سیاسی اور اصلاحی وجہادی تحریکات کا تذکرہ کیا ہے جس میں انقلاب نبویؐ،خلافت راشدہ، امویہ، عباسیہ،عثمانیہ،سلطنت مغلیہ،تحریک شیخ الہند،جمعیۃ علماء ہند،مجلس احرار،تحریک پاکستان کے علاوہ ترکی، انڈونیشیا'سوڈان، الجزائر،مصر میں چلنے والی مختلف تحریکات کامختصرتذکرہ کیا ہے،جبکہ حصہ دوئم میں خلافت کے حوالے سے تمام علمی اورفنی مباحث کاانتہائی جامع انداز میں احاطہ کیا ہے۔مذکورہ تمام مباحث میں تلاش ، اصل مآخذ تک رسائی اورمشکل وادق مباحث کوآسان اورسلیس پیرائے میں بیان کرنے پر مصنف کتاب لائق تحسین وتبریک ہیں، البتہ بعض مباحث کے ضمن میں مصنف کے ازخودنتائج نکالنا محل نظر ہے۔مجموعی طور پرخلافت کے حوالے سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے خصوصاً اور عام مسلمانوں کیلئے عموماً پڑھنے کی چیز ہے۔بہترین جلد،دیدہ زیب ٹائٹل،۴۵۶ صفحات پر مشتمل یہ جامع کتاب ادارہ نشریات محمود حسنؒ ،رحمٰن پلازہ مچھلی منڈی اردو بازار لاہور 0301-4441805 سے ۵۵۰ روپے میں دستیاب ہے۔(مبصر:محمد اسرار ابن مدنی)

● وحدت رمضان وعیدین .... مولانا مفتی غلام قادر

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مایہ ناز مدرس ومفتی استاذالحدیث مولانا مفتی غلام قادر صاحب جامعہ ہذا کے ان فرزندان میں سے ہیں جن کا زمانہ طفولیت اور زمانہ شباب دارالعلوم کے احاطہ میں مشائخ حقانیہ کے زیرسایہ گزرا ہے، اور دارالعلوم کے ہر آفتاب ومہتاب سے کسب فیض حدیث،فقہ اصلاح ظاہر وباطن کی شکل میں کیا ہے، اوراب دارالعلوم حقانیہ کے مسند حدیث اور منصب فقہ وافتاء پر بیٹھ کر اپنے بزرگان کی ان فیوض وبرکات کونشرواشاعت کررہے ہیں۔مختلف اوقات میں حضرت مفتی صاحب فقہ کے میدان میں مختلف موضوعات پرتحقیقات اہل علم کی خدمت میں

پیش کررہے ہیں، جن میں ''القول الراجح'' اصول الہدایہ، مسائل سفر، اتباع سنت ومذہب حنفیت، مقالات نعمانی وغیرہ علمی حلقوں سے دادِ تحسین حاصل کرچکے ہیں۔ زیرتبصرہ کتاب 'وحدت رمضان وعیدین' حضرت مفتی صاحب کی عالم اسلام کے ایک دیرینہ مسئلے کے حل کی ایک کاوش ہے جسمیں عام طور پر مسلمان آپس میں عیدین ورمضان کے حوالے سے مختلف نظر آرہے ہیں۔ زیرنظر تحقیق میں حضرت مفتی صاحب نے امت کے اتفاق واتحاد، اصل مذہب حنفیت (عدم اعتبار اختلاف مطالع) کو برقرار رکھنے کے لئے قدم اٹھایا ہے' اس سلسلے میں جو بنیادی کوششیں کرکے ان کو اس کتاب کا حصہ بنایا ہے وہ یہ ہیں: (۱) اختلاف مطالع کی حیثیت کیا ہے؟ (۲) چند اندرونی وبیرونی ممالک کے دارالافتاؤں سے اس بارے میں استفتاءت اور پھران کی آراء کو شامل کیا ہے۔ (۳) اندرون ملک کے نامور علماء کرام سے براہ راست رابطے، بذات خود ملاقات، بحث ومباحثہ کے بعد ان کی آراء سے استصواب حاصل کیا ہے۔ (۴) علماء کے علاوہ ملک کے دانشوران فلکیات کے ماہرین سے رابطے اور انکی آراء کو بیان کیا ہے۔ (۵) مختلف جرائد سے تحقیقی مضامین کو شامل کیا ہے۔ اس سے قبل بھی یہ کتاب کئی بار چھپ کر ہاتھوں ہاتھ بک چکی ہے، اب نئی ڈیزائن کیساتھ دوبارہ چھپ کر شائع ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ امین۔ ۱۸۴صفحات پر مشتمل یہ مجموعہ ۸۰روپے سے مؤتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے دستیاب ہے۔ (مبصر: مفتی غلام حسین)

● منہج الشیخ محمد اسحاق خان المدنی فی تفسیرہ زبدۃ البیان ...... مولفہ: اُم کلثوم

اس دور میں روزانہ کوئی نہ کوئی فتنہ پیدا ہوتا ہے قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر کے نام پر لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے برگشتہ کرنے اور اسلامی علیمت کے انہدام کے لئے طرح طرح کے حربے استعمال کئے جاتے ہیں کہیں نام نہاد جدیدیت پسندہ دانشور درس قرآن کے بہانے امت مسلمہ کو طرح طرح کے شکوک وشبہات میں مبتلا کردیتے ہیں اور کم فہم لکھے پڑھے نوجوان صحیح راہ سے بھٹک جاتے ہیں، اللہ کا نظام بھی عجیب ہے کہ ہر قسم کی گمراہی کا سد باب کرنے کے لئے علماء حق کی جماعت کو مستعد وفعال کردیا ہے، ہر زمانہ میں علماء حق نے ہر فتنے کا تاروپور بکھیر دیا ہے' لہٰذا ہر دور میں علماء حق نے قرآن پاک کے ترجمہ اوراس کی تفسیر کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس خدمت کو بااحسن وجوہ پورا فرمایا مختلف زمانوں میں مختلف مفسرین نے اس خدمت کواپنا فریضہ سمجھ کر خلوص دل سے سرانجام دیا ہے انہی مفسرین اور خدام قرآن میں مولانا محمد اسحاق خان المدنی بھی شامل ہیں، موصوف کی شخصیت کسی تعارف کامحتاج نہیں، وہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے فاضل اور کئی وقیع علمی وتحقیقی کتابوں کے مصنف اور کشمیر کے معروف اورمشہور علمی ومذہبی شخصیت بھی ہیں' انہوں نے علم التفسیر میں تین تفاسیر کو زیب قرطاس فرمایا ہیں ان میں ایک اوجز البیان فی تفسیر القران۲عمدہ البیان فی تفسیر القرآن ۳ زبدۃ البیان فی تفسیر القرآن اول الذکر مختصر تفسیر ہے یہ صرف ترجمہ اور مختصر وقیع حواشی پر مشتمل ہے، ثانی الذکر اردو زبان میں ایک ضخیم مگر جامع

تفسیر ہے جو تفسیر مدنی کے نام سے بھی مشہور ہے اور ثالث الذکر ایک ضخیم جلد میں شائع ہو چکی ہے، یہ تینوں تفاسیر اردو زبان میں ہیں' موصوف نے ان تینوں تفاسیر کو جس نہج میں تحریر فرمایا ہے وہ نہج علمی حلقوں میں کافی معتدل اسلوب کے حامل ہے، ایمانی بصیرت، خداداد صلاحیت، مسلسل محنت اور زمانے کے تقاضوں کی معرفت کی بدولت یہ تفاسیر اہل علم وتحقیق کی توجہ اور عنایت کا مرکز بن چکا ہے' اسی وجہ سے انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے شعبہ تفسیر میں ایم فل کی طالبہ محترمہ ام کلثوم صاحبہ کو جامعہ کی طرف سے مقالہ کیلئے مولانا محمد اسحاق خان صاحب کی تفسیر زبدۃ البیان کو تفویض کی گئی' موصوفہ نے اسلامک یونیورسٹی کے استاد ڈاکٹر ہارون الرشید کے زیر نگرانی میں اس وقیع مقالہ کی تکمیل کر کے افادۂ عام کیلئے شائع کیا جو کہ ذوق تفسیر رکھنے والوں کے لئے ایک بیش بہا تحفہ ہے۔

زیر تبصرہ کتاب مولانا اسحاق خان کی تفسیر زبدۃ البیان تفسیر القرآن کی خصوصیات اور مناہج تفسیر پر مشتمل ہیں۔ محترمہ طالبہ نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ زبدۃ البیان کے مصنف کے طریقہ کار اور منہج کو نہایت ہی سلیقہ مندی کے ساتھ عربی زبان میں ضبط تحریر میں لائی ہیں، اللہ کرے محترمہ ام کلثوم کو مزید علمی نگارشات پیش کرنے کی توفیق نصیب ہو۔ ۲۵۰ صفحات پر مشتمل یہ مقالہ القاسم اکیڈمی نوشہرہ سے دستیاب ہے۔ (مبصر: محمد اسلام حقانی)

● مجمع النوادر فی مسائل العساکر .... مولانا حکیم محمد عمر فاروق

زیر تبصرہ کتاب مجمع النوادر فی مسائل العساکر یعنی 'عسکری فقہی مسائل اور ان کا حل' مؤلف مولانا حکیم محمد عمر فاروق، فاضل دار العلوم عیدگاہ کبیر والا خانیوال کی مرتب کردہ ہے' خوبصورت ٹائٹل اور معیاری کاغذ پر ۲۵۶ صفحات پر مشتمل کتاب کے مندرجات کا مطالعہ کیا، یہ کتاب دراصل ان سوالات کے جوابات کا مجموعہ ہے جو مختلف مواقع پر جوانوں نے مؤلف موصوف سے کئے ہیں، اگر چہ اس کے دونوں (عربی اور اردو) نام عام فقہی مسائل ہونے کی وجہ سے سمجھ میں نہیں آئے، تاہم چند اہم عسکری مسائل کے لحاظ سے شاید مؤلف نے یہ نام منتخب کیا ہوگا۔ یقیناً عسکری زندگی سے تعلق رکھنے والے احباب اس میں معتدبہ مواد پائیں گے، خصوصاً ڈی ایس پی فنڈ، فوجی بوٹوں، مشقوں کے دوران جمعہ او رقصر نماز کے مسائل، غائبانہ نماز جنازہ، قسطوں کے کاروبار، سرکاری گاڑیوں کے استعمال، نیکر پہنے جوانوں کے سامنے تلاوت قرآن کریم، قادیانی آفیسر کی اطاعت، کھانے کے چمچوں وکانٹوں کے استعمال، سینئر کو دیکھ کر کھڑا ہونے اور پوسٹ مارٹم جیسے اہم فوجی مسائل پر مشتمل ہونے کی وجہ سے پاکستان آرمی سے تعلق رکھنے والے احباب کیلئے بہت اہم کاوش ہے، خصوصاً خطباء کرام کیلئے تو کسی طرح بھی نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔

مؤلف موصوف سے ہم یہ توقع بھی کرتے ہیں کہ وہ آئندہ ایڈیشن میں جہاں جوابات میں حوالہ جات کی کمی ہے، فتاویٰ جات سے مراجعت کر کے اس کی تکمیل سے بھی اس کتاب کو مزین فرمائیں گے، عسکری لائبریریوں کیلئے یہ عسکری سوغات ۲۸۰ روپے میں حنفی مجلس عمل پاکستان کراچی سے دستیاب ہے۔ کتاب منگوانے کیلئے 0333/0345/0312/-5821839 پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ (مبصر: ابوخزیمہ حقانی)

مفتیانِ کرام، علماء، طلبا اور دارالافتاؤں کی اہم ضرورت

دسویں صدی کے ممتاز عالمِ دین کی فقہ حنفی کی مایہ ناز شرح علامہ شامیؒ کے حاشیہ کے ساتھ
تمام ابواب موقع محل کے اعتبار سے بیان کیے ہیں، دلائل عقلی ونقلی کو بیان کیا ہے
فقہی مسائل کا جامع انسائیکلو پیڈیا

ریگزین بیروت انداز جلد

البحر الرائق

شرح كنز الدقائق

عربی کامل ۹ جلد

للإمام العلامة الشيخ زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصري الحنفي

عام قیمت ۹ جلد -/6000 پیشگی منی آرڈر بھیجنے والوں کے لیے رعایتی قیمت مع ڈاک خرچ -/3000

تخریج قرآن وحدیث تخریج لغات، فقہی کتب کے حوالہ جات
لغوی تحقیق، ائمہ اربعہ کے اقوال کے حوالہ جات
فقہ مقارن، امام اعظم ابوحنیفہؒ اور تلامذہ کے حالات کے اضافات

جدید اضافات والا نسخہ

بدائع الصنائع

في ترتيب الشرائع

عربی کامل ۱۰ جلد

الإمام علاء الدين أبي بكر بن مسعود الكاساني الحنفي

خصوصیات: ○ امپورٹڈ پیپر ○ بیروت اسٹائل ○ ریگزین جلد

عام قیمت ۱۰ جلد -/6500 پیشگی منی آرڈر بھیجنے والوں کے لیے رعایتی قیمت مع ڈاک خرچ -/3250

ناشر دار النشر کراتشي ۰ پاکستان
موبائل: 0300-3509152
واحد تقسیم کار: بیت القلم اردو بازار
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: 021-32211207

پین قرآن، قرآن پاک، کتب درسِ نظامی و شروحات کی بارعایت خریداری کے لیے تشریف لائیں

Regd No.P-90 Monthly "AL-HAQ" Akora Khattak

(پرشکوہ مجوزہ ماڈل) عظیم الشان تعمیری منصوبہ

جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

زیر تعمیر جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (برلب جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک)

1 لاکھ فٹ کورڈ ایریا۔ 3 منزلہ مسجد۔ کشادہ ہال۔ گیلریاں

وسیع صحن، تین اطراف سے برآمدے۔ بیسمنٹ میں دارالحفظ والتجوید کا قیام

الگ سیکشن برائے نماز خواتین

تخمینہ لاگت 20 تا 25 کروڑ

مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ۔ آن لائن اکاؤنٹ نمبر

01124020100011026

آئیں ہم سب مل کر صدقہ جاریہ کے اس عظیم الشان عمل میں شامل ہو کر

آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کر کے جنت میں اپنا گھر ابھی سے بنوائیں۔

موتمر المصنفین کی نئی علمی ، ادبی اور اصلاحی پیشکش

خوشخبری

دارالعلوم کے گزشتہ ٦٧ سالہ دور میں جن مشاہیر علم وادب اور ارباب فکر ونظر علماء ومحدثین ، صوفیائے کرام ، مشائخ عظام واکابرین امت ، نامور اہل قلم ، دانشور و مصنفین ، مذہبی وسیاسی زعماء نے دارالعلوم حقانیہ کے منبر ومحراب سے جو خطبات فرمائے ہیں ، ان کا مجموعہ

منبر حقانیہ سے

خطبات مشاہیر

کے نام سے ہزاروں صفحات پر مشتمل دس ضخیم جلدوں میں

یہ ذخیرہ دارالعلوم کے سڑسٹھ (٦٧) سالہ دور پر محیط ہے علم وعمل ، معارف وحکم ، دعوت وجہاد ، حکمرانی وسیاست اور تصوف وارشاد کا یہ بحرذخار شناوران علم وحکمت کیلئے ایک عظیم نعمت ثابت ہوگا ۔ انشاء اللہ

جس کی ترتیب وتالیف وتخریج کا سارا کام کئی عرصہ سے

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

خود انجام دے رہے ہیں ۔ اکابرین امت کے فقہی علمی روحانی مذہبی سیاسی مسائل پر خیالات وافکار کا عظیم الشان مجموعہ طباعت کے مراحل میں

موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ